فرانکوئز نالینی دیلووی

ترجمہ: محمد اطہر مسعود

ہند۔فارسی ادب میں کلاسیکی موسیقی پر لکھی گئی کتب (چند تاریخی اور تکنیکی پہلو)

Francuiz Naleni Velvi

Translation: Muhammad Ather Masood

Books on Classical Music in Indo-Persian Literature (Some Historical and Technical Aspects)

This article deals with the introduction of Persian treatises on sub continental music written from 14th to 19th century AD in both prose and poetry and the patronage of musicologists and musicians by rulers and local chieftains. The writer while mentioning a number of libraries in India and elsewhere in the world where such books are kept as manuscripts, has also discussed difficulties faced by scholars making research on the confluence of Indo-Iranian culture and civilization with special reference to music.

فرانکوئز نالینی دیلووی کا شمار عہد حاضر کے معتبر مستشرقین میں ہوتا ہے۔ اُنہوں نے سوربون یونیورسٹی سے ’انڈین سٹڈیز‘ میں پی ایچ ڈی (۱۹۷۶ء) اور ڈی لٹ (۱۹۹۱ء) کی ڈگریاں حاصل کیں۔ عہد وسطیٰ کے ہندوستان کی سماجی اور ثقافتی تاریخ پر اُن کی بڑی گہری نظر ہے اور ہند۔ایرانی تہذیب کے مختلف مظاہر میں سے موسیقی اُن کی دل چسپی کا خاص موضوع ہے۔ عہد وسطیٰ میں موسیقی کی ترویج، موسیقی پر فارسی اور سنسکرت میں لکھی گئی کتب اور دیگر فنون لطیفہ کے مختلف پہلوؤں پر اُن کے متعدد تحقیقی اور تنقیدی مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ فرانسیسی زبان میں ڈی لٹ کے لئے لکھے گئے مقالے کا انگریزی ترجمہ زیر طبع ہے۔ زیر نظر مقالہ Indo-Persian Literature on Art Music----Some Historical and Technical Aspects اُن کی مرتب کردہ کتاب Confluence of Cultures مطبوعہ نئی دہلی ۱۹۹۴ء میں شامل ہے۔

عہد وسطیٰ کا ہند-فارسی ادب، برصغیر اور ایران دونوں خطوں کی موسیقی کے بارے میں معلومات کا اہم مآخذ ہے۔ برصغیر کے مقامی اور ایرانی ہر دو مولفین کی لکھی ہوئی یہ کتب تاریخی اور تکنیکی لحاظ سے موسیقی پر معتبر تحریریں ہیں۔ موسیقی کے علمی اور عملی دونوں پہلوؤں کا احاطہ کرنے والی یہ کتب جہاں اس دور میں موسیقی کے سماجی اور معاشرتی حوالوں سے آگاہی کا عمدہ وسیلہ ہیں وہاں دو مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے مولفین کا نتیجۂ فکر ہونے کے باعث خاصی متنوع معلومات بھی فراہم کرتی ہیں۔ ایک قابل غور بات یہ ہے کہ ان کتب میں مذکورہ بالا دونوں

خطوں کی کلاسیکی موسیقی کے ساتھ ساتھ وہاں کی لوک موسیقی، مختلف سازوں اور دیگر اصناف موسیقی کا ذکر بھی حوالے کے طور آتا ہے۔

موسیقی، سماع، غنا، سرود..

علم موسیقی کی عرب۔ایرانی اصطلاحات ایک ہی دور سے تعلق رکھنے والے مؤلفین کی کتب میں بھی مختلف معنوں میں استعمال ہوئی ہیں۔ یونانی زبان کا لفظ 'موسیقی' ایک عمومی اصطلاح ہے۔ 'غنا' جو عربی زبان میں بالعموم غیر مذہبی موسیقی اور بالخصوص موسیقی کے عملی مظاہرے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے، موسیقی پر ہند۔فارسی ادب میں وسیع تر مفہوم میں مستعمل ہے۔[۱] اسی طرح 'سماع' جس کا عربی زبان میں مطلب 'سنی ہوئی چیز' یا بہ الفاظ دیگر 'موسیقی اور اسکا سننا' ہے اور وہاں یہ لفظ صرف مقدس مذہبی موسیقی کے مفہوم میں ہی استعمال ہوتا ہے [۲]، ہند۔فارسی متون میں موسیقی کے حلال ہونے، اسے سننے کے آداب کے ذکر یا پھر ملفوظات اور تذکروں میں صوفیاء کی مجالس سماع کے حوالے سے مستعمل ہے۔[۳] محولہ بالا معنوں میں لفظ 'سرود' بھی وسیع تر معنوں میں برتا جاتا ہے، یہاں اس سے مراد گانا، بجانا حتیٰ کہ رقص بھی ہے جو اسے سنسکرت کی اصطلاح 'سنگیت' کا ایک قریبی مترادف بنا دیتا ہے۔

موسیقی سے وابستہ افراد کے لئے عمومی اصطلاحات مطربان، ارباب طرب، ارباب نشاط، اہل طرب، اصحاب طرب اور خنیا گراں وغیرہ ہیں۔ گویوں کو عام طور پر سرود گو، سرود خوان، گوینده، صاحب الحان، نغمہ سرایان، سراینده، خوانندہ اور قوال وغیرہ کہا جاتا ہے جبکہ ساز بجانے والوں کے لئے لفظ سازندہ مستعمل ہے۔ تاہم کسی سازندے کو اس کے ساز کے حوالے سے پکارنے کا رواج بھی عام ہے جیسے چنگ سے چنگی اور طنبورہ سے طنبورچی یا طنبورہ نواز وغیرہ۔ اسی طرح دف بجانے والے مرد یا عورت کے لئے 'دف زن' کا لفظ برتا جاتا ہے۔

ہند۔اسلامی اشرافیہ اور موسیقی کی سرپرستی [۴]

وسطی عہد کے عربی اور فارسی ادب میں اس امر کے واضح اشارے ملتے ہیں کہ آداب موسیقی سے واقفیت اشراف کو دی جانے والی تعلیم کا لازمی جز تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ایران اور برصغیر میں موسیقاروں کی سرپرستی حکمران طبقے کا نمایاں وصف رہی ہے۔[۵]

سلاطین دہلی اور مابعد کے اکثر حکمرانوں نے مقامی اور ایرانی ثقافتوں کے باہمی تعامل کو فروغ دینے کی خاطر برصغیر اور ایران دونوں خطوں کی موسیقی اور رقص کی ترویج جاری رکھی۔ مسلمان حکمرانوں اور دیگر امراء کی طرف سے فن موسیقی کی سرپرستی کے تحریری شواہد بھی موجود ہیں جیسا کہ عربی زبان میں ابن بطوطہ، جو 1333ء تا 1346ء برصغیر میں مقیم رہا[۶]، کی رحلہ اور ابتدائی ہند-ایرانی دور کی کتب مثلاً ضیاالدین برنی کی تاریخ فیروز شاہی جو 57-1356ء میں لکھی گئی۔[۷]

برصغیر کی موسیقی کے بارے میں ہند-ایرانی مولفین کی تحریریں عموماً دو طرح کی ہیں: پہلی قسم کی تحریریں وہ ہیں جو انہوں نے اپنے مربی کے حکم کی تعمیل میں سپرد قلم کیں جبکہ دوسری قسم کی تحریریں وہ ہیں جو از خود لکھیں۔ ان دونوں اقسام کی تحریروں میں برصغیر کی موسیقی کی تاریخ کے بارے میں ان مؤلفین کا تجسس گاہے اُن کی جدت اور گاہے کسی اور امتیازی خصوصیات کی بنا پر نمایاں ہے۔ نیز ان کتب میں جھلکنے والا مؤلفین کا گہرا مشاہدہ اور اس موضوع پر تفصیلی اظہار کی خواہش بھی مسلمان حکمرنوں کی توقعات کے عین مطابق تھی۔

ایرانی تہذیب وثقافت میں پروان چڑھے اپنے درباریوں کو برصغیر کی موسیقی کی تکنیک اور جمالیات سے روشناس کروانے کی خواہش فارسی زبان مین موسیقی پر ایسی کتب کی تالیف کا سبب بنی جن میں برصغیر کی موسیقی کے بنیادی مباحث پر رہنما خطوط بھی متن کا حصہ تھے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ آج تک عہد وسطی کی تاریخ کے معتبر ماخذ کے طور پر متعدد فارسی کتب کا مطالعہ محض سیاسی، معاشی اور بعض

اوقات سماجی وثقافتی حوالوں سے کیا گیا ہے۔ان کتب میں موجود فن موسیقی پر اہم معلومات سے صرف نظر کی بڑی وجہ ہمارے مورخین کی موسیقی کے سماجی وثقافتی پہلوؤں کی اہمیت سے لاعلمی اور اس فن سے متعلقہ علوم سے عدم واقفیت ہے۔ابھی تک فقط معدودے چند موسیقی دانوں یا موسیقی کی تاریخ لکھنے والوں نے ہند-فارسی مآخذ کو اپنے مطالعات کا موضوع قرار دیا ہے البتہ بہت سے ایسے نامور مولفین، جو فارسی زبان نہ جاننے کے باعث ان منابع سے استفادہ کرنے سے قاصر ہیں،اس موضوع پر اپنی بڑھتی ہوئی دلچسپی کا اظہار ضرور کرتے ہیں۔[۸]

زیرنظر مقالے کا مقصد ہند-فارسی ادبیات میں موجود موسیقی سے متعلق متون کا تعارف ہے۔سوانحی حوالوں کی موجودگی اس موضوع پر مزید مطالعے کا محرک بنے گی۔ان متون سے حاصل ہونے والی معلومات کی پیشکش کے علاوہ اُن مسائل کا تذکرہ بھی اس مقالے کا حصہ ہے جو مذکورہ بالا دونوں منابع اور موسیقی سے متعلق اُن کے مندرجات کے مطالعے سے سامنے آتے ہیں۔واضح رہے کہ یہاں موسیقی سے ہماری مراد درباروں میں پیش کی جانے والی موسیقی ہے۔مذہبی موسیقی،تہواروں اور رسم ورواج سے وابستہ موسیقی یا رزمیہ موسیقی ہمارا موضوع نہیں۔اس حقیقت کے باوجود کہ مختلف مذہبی تحریریں اور تذکرے مسلمان موسیقاروں بالخصوص درباروں سے وابستہ مسلمان فنکاروں کے بارے میں سوانحی معلومات کے امین ہیں اور ایک مسلم معاشرے میں موسیقاروں کے سماجی مقام ومرتبے پر بالواسطہ اظہار خیال کی حثیت رکھتے ہیں، میں اسلام میں موسیقی کے جائز یا ناجائز ہونے کے متنازعہ موضوع پر بحث نہیں کروں گی۔[۹]

ایک نامانوس نظام موسیقی کو اس فن کے لئے نرم گوشہ اور اس کی سوجھ بوجھ رکھنے والے اثر پذیر سامعین اور قارئین سے روشناس کرواتے ہوئے ہند-ایرانی مولفین کو پیش آنے والی مشکلات کا تذکرہ بھی زیرنظر مقالے کا حصہ ہے۔برصغیر اور ایران دونوں خطوں کے نظام ہائے موسیقی اسے (یعنی موسیقی کو) ایک سائنس کا درجہ دیتے ہیں اور اس کے لئے مستعمل ناموں میں علم موسیقی، گندھرووید اور گندھروشاستر شامل ہیں۔اگرچہ یہ دونوں نظام ہائے موسیقی Modal Music ہی کا حصہ ہیں تاہم ان کے بعض خصائص ایک دوسرے سے خاصے مختلف ہیں۔[۱۰] میں ان کے تکنیکی پہلوؤں پر بھی بات نہیں کروں گی کیونکہ ایسا کرنے کے لئے علم موسیقی کا کہیں زیادہ گہرا شعور اور متعدد مثالوں کا سماجی وتاریخی تناظر میں باضابطہ تجزیہ درکار ہے۔تاہم مقالے میں موجود بعض توضیحات سے موسیقی پر ہند-فارسی ادب کی چند نمایاں خصوصیات، کلاسیکی موسیقی کی تاریخ میں اُن کا مقام ومرتبہ اور عہد وسطی کے برصغیر میں بادشاہوں اور اشراف کی طرف سے موسیقی کی سرپرستی کی منفرد مثالیں ضرور سامنے آئیں گی۔

مختصراً یہ کہ زیرنظر مقالہ سنسکرت کی قدیم کتب موسیقی کے ضمیمے کے طور پر لکھی جانے والی محولہ بالا فارسی کتب کے مطالعہ کے دوران ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات کے جواب تلاش کرنے کی کوشش ہے۔[۱۱]

موسیقی پر ہند.فارسی کتب

اس موضوع پر بیشتر مواد شعر ونغمہ سے متصف سولہویں صدی کے ہندو اور مسلمان ہر دو حکمرانوں کی محبوب صنف دھرپد پر تحقیق کرتے ہوئے دستیاب ہوا۔اس کے علاوہ مغل شہنشاہ اکبر(1605-1556ء) کے اہم ترین درباری گویے تان سین کے حوالے سے بھی، جو شاعر وموسیقار اور دھرپد کا باکمال گاینک تھا،کئی معلومات حاصل ہوئیں۔[۱۲] کچھ مزید کتب جو براہ راست اس موضوع سے متعلق نہ تھیں یا میری ان تک براہ راست رسائی ممکن نہ ہوسکی لیکن چونکہ اُن کا ذکر بھی میرے دیگر مطبوعہ یا غیر مطبوعہ مقالات میں جگہ پا چکا ہے،لہذا ان صفحات میں اُن کا حوالہ بھی بجا طور پر دیا گیا ہے۔میری کوشش ہوگی کہ روایتی ادبی مآخذ سے ہٹ کر ایسی کتب کے بارے میں بات کی جائے جو

کتابخانوں کی موضوعاتی تقسیم کے مطابق ''موسیقی پر لکھی گئی کتب'' کے زمرے میں نہیں آتیں اور اسی وجہ سے تاریخ موسیقی پر کام کرنے والے بیشتر محققین کی توجہ حاصل نہ کر سکی ہیں۔[۱۳]

موسیقی پر ہند.فارسی مخطوطات کے امین کتابخانے

تدوین وطباعت کے مراحل سے گزر کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچنے والے موسیقی پر ہند-فارسی متون کی تعداد کافی کم ہے۔ لہٰذا خطی نسخے یا اُن کی نقول ہی محققین کے لئے منابع کا کام دیتے ہیں۔ برصغیر پاک وہند، ایران، یورپ اور شمالی امریکہ میں واقع مختلف ذاتی اور پبلک لائبریریوں میں ایسے ہزاروں خطی نسخے موجود ہیں جو متون کی کسی مخصوص کیٹیگری میں جگہ نہ پا سکنے کے باعث ہنوز کسی فہرست مخطوطات کی زینت نہیں بنے۔ کم وبیش یہی صورتحال Amnon Shiloah کی مرتب کردہ The Theory of Music in Arabic Writings (c. 900-1900), Descriptive Catalogue of Manuscripts in Libraries of Europe and the U.S.A. میں مذکورہ عربی زبان میں موسیقی پر موجود خطی نسخوں کی ہے۔[۱۴]

بھارت میں موسیقی کے موضوع پر ہند-فارسی خطی نسخوں کے امین کتابخانوں میں اہم ترین مراکز یہ ہیں: ایشیاٹک سوسائٹی بنگال اور انڈین میوزیم (کلکتہ)، خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری (پٹنہ)، سالار جنگ میوزیم ولائبریری اور آندھرا پردیش گورنمنٹ اورینٹل مینو سکرپٹ لائبریری وریسرچ انسٹی ٹیوٹ (حیدرآباد)، گورنمنٹ اورینٹل مینوسکرپٹس لائبریری (مدارس یونیورسٹی)، نیشنل میوزیم اور ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری (جامعہ ملیہ اسلامیہ) نئی دہلی، بمبئی یونیورسٹی لائبریری، عربیک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (ٹونک)، مولانا آزاد لائبریری (علیگڑھ مسلم یونیورسٹی) اور رضا لائبریری (رام پور)۔[۱۵] علاوہ ازیں الور، احمدآباد اور سیتاماؤ میں بھی متعدد ذخائر کتب موجود ہیں۔[۱۶] ہندوستان کی بعض لائبریریوں میں فارسی مخطوطات کی محض ہاتھ سے لکھی ہوئی فہارس موجود ہیں جن سے صرف بطور حوالہ جاتی کتب (reference book) استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

موسیقی پر ہند.فارسی مخطوطات کے حوالے سے یورپ میں موجود اہم ترین کتابخانے India Office Library and Records (London), British Library, Library of Royal Asiatic Sociely of Great Britain and Ireland (London), Bodlein Library of King's College (Cambridge), Chester Beatty Library (Dublin), Bibliotheque Nationale (Paris), Universiteits Bibliotheek (Leiden), Koniglichen Bibliothek (Berlin) ہیں۔ ان میں سے بعض کتابخانوں میں تو ان کتب کے یگانہ نسخے بھی موجود ہیں۔ تاہم ان ذخائر کے بارے میں ایک اچھی بات یہ ہے کہ ان میں موجود کتب مطبوعہ فہارس مطبوعات اور کتابیاتی جائزوں میں بجاطور پر مذکور ہیں۔[۱۷]

ہند.فارسی مخطوطات کے مطبوعہ کیٹلاگ اور ہاتھ سے لکھی ہوئی فہارس

اب تک شائع ہونے والے موضوعی کیٹلاگز میں موسیقی کے عنوان کے تحت ہند.فارسی مخطوطات کی نہایت محدود تعداد ہی جگہ پا سکی ہے۔ دیگر متون کے مطالعہ کے لئے ثانوی ماخذ سے حاصل شدہ معلومات اور بعض کیٹلاگز نیز کتابیاتی جائزوں میں مذکور اِن متون کے اقتباسات نے اصل مخطوطات اور بعدازاں گنتی کے چند مطبوعہ متون تک میری رہنمائی کی۔ پیہم آزمائشی تجربات سے عبارت میری اس مشقت

نے ،جس میں کچھ حصہ وجدانی کیفیات کا بھی تھا، مجھے بیک وقت کئی نئی معلومات اور مایوسیوں سے دوچار کیا۔ دراصل پیچیدہ انتظامی قوانین کے باعث بھارت کی بیشتر لائبریریوں میں مخطوطات تک رسائی خاصا مشکل کام ہے![۱۸]

علاوہ ازیں بعض فہارس مخطوطات بھی محققین کے لئے گمراہ کُن ہیں جس کی بڑی وجہ فہرست نگار حضرات کی اُن متون کے مندرجات سے عدم واقفیت ہے۔ راگ درپن مولفہ نواب سیف خان فقیر اللہ، سہ نثر مولفہ مولانو رالدین محمد ظہوری، کتاب نورس مولفہ ابراہیم عادل شاہ ثانی اور ہزارد ہر پد یا سہس رس جیسی معروف کتب کے حوالے سے فہارس مخطوطات میں مذکور متعدد غلط معلومات ریکارڈ پر ہیں۔[۱۹]

مختلف ادبی اصناف

مختلف ادبی اصناف میں لکھے گئے ہند۔فارسی متون میں موسیقی کا ذکر سرسری حوالوں کے علاوہ نسبتاً طویل اقتباسات پر بھی محیط ہے۔ اِن متون میں موسیقی پر لکھی گئی کتب کے علاوہ تاریخی کتب، شاعری، نثر مرصع، سوانحی تذکرے اور تحریریں سبھی کچھ شامل ہے۔[۲۰] بھارت کے کتابخانوں میں موسیقی کے موضوع پر موجود مخطوطات کی ایک نامکمل سی ابتدائی فہرست کے مطالعہ سے اِن متنوع متون کی زمرہ بندی (classification) میں درپیش مشکلات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے تاہم تاریخ ادبیات کے ماہرین کے وضع کردہ اصول وضوابط کی روشنی میں کچھ نمائندہ متون پر تبصرہ ممکن ہے۔ چونکہ مختلف ادبی اصناف میں پیش کئے گئے یہ متون موسیقی کے تاریخی، نظری اور عملی پہلوؤں پر بھی وسیع معلومات فراہم کرتے ہیں لہذا اِس بنیاد پر بھی اُن کی زمرہ بندی مناسب نہیں۔ تاہم اس موضوع پر علاقائی حوالوں سے مطالعات، جیسا کہ عہد وسطیٰ میں گجرات اور دکن میں موسیقی پر ہند۔فارسی متون کی تالیف، کی گنجائش ضرور موجود ہے۔[۲۱]

۱۔موسیقی پر ہند۔فارسی متون

مذکورہ بالا موضوع پر کام کرتے ہوئے موسیقی پر ہند۔فارسی متون سب سے پہلے ہماری توجہ اپنی جانب کھینچتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ ہندوستان اور دوسرے ممالک میں موجود پبلک اور پرائیوٹ لائبریریوں میں موجود فارسی زبان کے موضوع وار مرتب شدہ مخطوطات کی فہارس ہیں۔ ''موسیقی'' اور ''فلسفہ'' کے عناوین کے علاوہ بعض اوقات ان کی زمرہ بندی ''متفرق'' کے عنوان کے تحت بھی کی گئی ہے۔[۲۲]

برصغیر کی موسیقی پر فارسی زبان میں لکھے گئے مقالات

فارسی زبان میں لکھے گئے اور یجنل یا نظری موسیقی پر سنسکرت سے فارسی یا علاقائی زبانوں میں ترجمہ شدہ وہ مقالے جن کے ساتھ مولف نے خواہ ملخص توضیحات کا اہتمام بھی کیا ہو، اسی ذیل میں شمار ہوتے ہیں۔

برصغیر کی موسیقی پر دواولین ہند۔فارسی کتب

لحنی (vocal) اور سازی (instrumental) موسیقی نیز مسلمان رجواڑوں میں فن موسیقی کی عمومی حالت کے براہ راست مشاہدے پر مبنی دو ایسے مقالوں کا ذکر اکثر ملتا ہے جن کے مولفین نے جزوی یا مکمل طور پر ترجمہ کرتے ہوئے اپنے سنسکرت ماٰخذوں کا ذکر بجا طور پر کیا ہے۔ یہ الگ بات کہ ان میں سے بیشتر سنسکرت ماٰخذ آج ناپید ہیں۔ کسی نامعلوم مولف کی لکھی ہوئی اس سلسلے کی پہلی کتاب غنیۃ المنیہ ہے جو ایرانی اور برصغیر دونوں علاقوں کے نظام ہائے موسیقی میں دلچسپی رکھنے والے ایک ایسے رئیس کی فرمائش پر لکھی گئی جو اپنے مقربین کو ہندوستانی موسیقی سے متعارف کروانا چاہتا تھا۔ دیباچے میں یہ بات بالوضاحت بیان کر دی گئی ہے کہ یہ کتاب ملک شمس الدین ابراہیم حسن ابوراجا کی

فرمائش پر تالیف پر لکھی گئی۔آج کل اس کتاب کا فقط ایک مصور قلمی نسخہ موجود ہے۔آموزشی طرز پر لکھی گئی یہ کتاب برصغیر کی کلاسیکی موسیقی کے تینوں پہلوؤں یعنی علم، عمل اور آداب موسیقی کے ساتھ ساتھ رقص کے موضوع کا بھی احاطہ کرتی ہے۔[۲۳] اس حقیقت کے پیش نظر کہ مولف کے دور میں میں مروج موسیقی سنسکرت کتابوں میں مذکور موسیقی سے کافی مختلف ہو چکی تھی، اُس نے غنیۃ المنیہ میں اُن سات سنسکرت کتب کے نام دیے ہیں جن کا اس نے تنقیدی نظر سے مطالعہ کیا تھا۔ دیباچے میں وہ بالصراحت بیان کرتا ہے کہ وہ اپنے موضوع سے متعلقہ حقائق کی وضاحت معروضی انداز میں کر رہا ہے۔اپنے دور میں مروج موسیقی کے بے لاگ تجزیے کے ساتھ ساتھ وہ سنسکرت کتب میں مذکور نظری بحثوں کے بارے میں اپنی آراء بھی پیش کرتا ہے۔[۲۴] اس اولین کتاب کا ایک اور قابل قدر پہلو کتاب کے حصہ اول کے باب دوم میں موجود ہیں بیس (۲۰) آلات موسیقی کی تصاویر ہیں۔

موسیقی پر ہند.فارسی سلسلہ تالیفات کی ایک اور نمائندہ کتاب حماد نامی مولف جو یحیٰی الکابلی کے نام سے زیادہ معروف ہے، کی تالیف کردہ لہجات سکندر شاہی ہے۔سلطان سکندر لودھی (1489-1517ء) کے وزیر میاں بھوا سے متوسل اس مولف کی یہ کتاب دور سلاطین کا قابل قدر اثاثہ ہے۔[۲۵] لہجات سکندر شاہی درحقیقت تیرہویں صدی کے آغاز میں تالیف شدہ سنگیت رتنا کر مولفہ سارنگ دیو کا ترجمہ مع توضیحات ہے۔سنسکرت زبان مین نظری موسیقی پر معروف ترین کتاب ہونے کے باعث نہ صرف برصغیر کے اکثر ماہرین موسیقی نے گزشتہ ادوار میں اس کتاب کے مندرجات پر اپنی آراء کا اظہار کیا ہے بلکہ آج بھی یہ کتاب موسیقی کے طالبعلموں کے لئے حوالے کی کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔[۲۶] یحیٰی الکابلی اپنی تالیف کے ساتوں ابواب میں مفاہیم کے بیان کی خاطر سنگیت رتنا کر کا انداز اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اُن چھ (۶) سنسکرت کتب کا بھی ذکر کرتا ہے جن سے اُس نے تالیف کتاب کے ضمن میں استفادہ کیا۔

موسیقی پر ہند.فارسی متون کے حوالے سے ایک قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ یہ متون محض ترجمہ نہیں۔مثال کے طور پر سترہویں صدی عیسوی میں مرزا روشن ضمیر کے قلم سے انجام پانے والا ترجمۂ کتاب پاریجا تک (66-1665ء) ملاحظہ کیا جا سکتا ہے جو اہوبل کی سنگیت پاریجات کا پہلا فارسی ترجمہ مع توضیحات ہے۔[۲۷] مترجم کے اپنے بقول وہ اورنگ زیب بادشاہ کا پیدائشی غلام ہے۔سورت میں بخشی اور وقائع نگار جیسے اہم عہدوں پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ وہ برج کا ایک اچھا شاعر بھی تھا۔[۲۸] اس کا انتقال بھی سورت میں ہوا۔علاوہ ازیں محمد شاہ کے دربار سے متوسل خوشحال خان بن کریم خان متخلص بہ ''انوپ'' نے، جو غالباً تان سین کے اخلاف میں سے تھا، راگ درشن کا ترجمہ کیا۔[۲۹] اپنے مربی مغل بادشاہ کی وفات کے بعد وہ حیدرآباد چلا گیا جہاں متعدد امراء نے اس کی سرپرستی کی۔اس طرح رس برس خان بن خوشحال خان کی تالیف شمس الاصوات (98-1697ء) بھی پنڈت دمودر کی سنسکرت کتاب سنگیت درپن کا ''ترجمہ اور ترتیب جدید'' ہے۔[۳۰]

مذکورہ بالا تراجم کی صحت کے بارے میں آراء مختلف ہیں۔سر ولیم جونز نے اپنے مشہور مقالے On the Musical Modes of the Hindoos میں، جو اُس نے 1784ء میں لکھا اور بعد ازاں اس پر اضافات بھی کیے، نہ صرف برصغیر کی موسیقی پر لکھی گئی متعدد فارسی کتب کا ذکر کیا ہے بلکہ ایک کتاب تحفۃ الہند مولفہ مرزا خان سے اقتباسات بھی دیے ہیں۔[۳۱] مرزا خان کے قلم سے انجام پانے والے سنگیت درپن نامی کتاب کے فارسی ترجمے، جسے مترجم موسیقی پر ایک معتبر کتاب شمار کرتا ہے، کا ذکر کرتے ہوئے ولیم جونز کہتا ہے،: ''لیکن میں اپنے تجربے کی بنیاد پر یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ 'مغلز' کو درست ترجمے کی اہمیت کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔اُن کے کئے ہوئے تراجم (سنسکرت کتب کے) متن اور حواشی کے غیر مستند لفظی اعادہ کے سوا کچھ نہیں۔اپنی بے انتہا کوشش کے باوجود بھی وہ سنسکرت الفاظ کو

عربی رسم الخط میں لکھنے سے قاصر ہیں۔ میری رائے میں اِن فارسی کتب کی مدد سے ہندوؤں کو سمجھنے کی کوشش کرنے والا شخص بری طرح ناکام ہوگا۔ اس طرح برصغیر کے بارے میں معلومات کے لئے ہندی مآخذ سے براہ راست استفادہ کرنے کے بجائے مسلمان مولفین کی غیر ثقہ تحریروں پر انحصار کرنے والا یورپین بھی نہ صرف اپنی بلکہ دوسروں کی علمی گمراہی کا بھی مرتکب ہوگا۔ ابوالفضل، اسکا بھائی فیضی، محسنی فانی حتی کہ خودمرزا خان بھی اس الزام سے مستثنیٰ نہیں اور میں یہ بات اِن چاروں مولفین کی کتب کے بغور مطالعے کے بعد کر رہا ہوں''۔[۳۲]

ولیم جونز کے یہ خیالات دراصل موسیقی پر ہند.فارسی کتب کے ایک مخصوص پہلو کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو بعض اصحاب کے نزدیک ایک ''مثبت پہلو'' ہے۔ موسیقی کے نظری پہلوؤں پر لکھی گئی سنسکرت کتب کا ''ترجمہ'' کرتے ہوئے بعض ہند.ایرانی مولفین اکثر اوقات متن میں مذکور کسی ایسے نکتے پر اپنی جانب سے کوئی دلچسپ تبصرہ ایزاد کردیتے ہیں جو یا تو متروک ہو چکا ہوتا ہے یا خود مترجم اس سے متفق نہیں ہوتا۔ تاہم اُن کی یہ جسارت ''دلکش'' کی ''دلکشن'' پر یا عمل کی علم موسیقی پر ترجیح کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اپنے موقف کی وضاحت کے لئے وہ اپنے عہد میں متداول موسیقی کے حوالے دیتے ہیں۔ درباروں سے وابستہ موسیقاروں کے زیر استعمال موسیقی کی یہ دلچسپ تکنیکی اصطلاحات سنسکرت کتب میں مفقود ہیں۔ یہاں یہ بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ برصغیر کی موسیقی پر بیشتر ہند.فارسی کتب میں سنسکرت، پراکرت اور دیگر مقامی زبانوں کی تکنیکی اصطلاحات اکثر اوقات نزدیک ترین ہجوں کی مدد سے حرف بہ حرف درج کی گئی ہیں اور اُن پر اعراب بھی لگائے گئے ہیں۔ اگرچہ یہ اصطلاحات آج کے موسیقاروں میں بھی مستعمل ہیں تاہم بُعد زمانی کے نتیجے میں اُن کے عمومی تاثر میں در آنے والی تبدیلیوں کے باعث کسی تکنیکی موازنے یا تطبیق سے پیشتر اُن کی تفہیم میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔

ہند.ایرانی مولفین کی جانب سے سنسکرت زبان میں نظری موسیقی پر لکھی جانے والی کتب کے روایتی انداز کی ہو بہو پیروی کی متعدد مثالوں کے باوجود موسیقی پر ہند.فارسی کتب انتہائی منظّم انداز میں موسیقی پر اپ ٹو ڈیٹ معلومات، غیر جانبدرانہ تجزیے اور برمحل تنقید کا عمدہ نمونہ ہیں۔[۳۳] عربی اور سنسکرت زبانوں کی اہم کتب کا فارسی ترجمہ مسلمان بادشاہوں کی ثقافتی پالیسی کا اہم جزو تھا تاکہ وہ فارسی بولنے والے اشراف کو عرب مؤلفین کی اسلامی کتب اور برصغیر کے مؤلفین کی تاریخ، طب، سائنس، مذہب، تصوف، ادبیات اور فنون پر لکھی ہوئی کتب سے روشناس کرواسکیں۔[۳۴]

ہند.اسلامی حکمرانوں کی جانب سے برصغیر کی موسیقی پر فارسی زبان میں کتب تحریر کرنے والے مؤلفین کی سر پرستی درحقیقت اپنے درباریوں کو برصغیر کی کلاسیکی موسیقی سے روشناس کروانے کی ایک کوشش تھی۔ درباری موسیقاروں کی سرپرستی کرنے کے علاوہ ان حکمرانوں نے برصغیر کی موسیقی پر (فارسی زبان میں) ایسی کتب کی تالیف کی حوصلہ افزائی کی جو موسیقی کے نظری اور عملی دونوں پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے قارئین میں موسیقی فہمی کا اچھا مذاق پیدا کرسکیں۔ تکنیکی معلومات کی بہتر تفہیم کے لئے ان کتب میں متقدمین اور معاصر موسیقاروں کے سوانحی خاکے بھی شامل کئے گئے۔ یہ سوانحی معلومات اگرچہ انتہائی مختصر اور پیش پا افتادہ ہیں تاہم ان میں دلچسپی کا عنصر بہرحال موجود ہے۔ مثال کے طور پر ابوالفضل، نواب سیف اللہ خان 'فقیراللہ'، مرزا خان اور عنایت خان راسخ کی تحریروں میں تان سین، نائیک بخشو اور کچھ ایسے درباری موسیقاروں کا ذکر جنھیں 'نائیک' کا خطاب دیا گیا، کے نام لئے جاسکتے ہیں۔[۳۵] تاہم (اِن کتب میں) فنکاروں کی غیر معمولی انداز میں سر پرستی کرنے والی شخصیات کے علاوہ ایسے ایسے حکمرانوں کا ذکر بھی موجود ہے جن کے ہاں یہ صورت حال بالکل برعکس تھی۔[۳۶] چنانچہ عملی موسیقی کے حوالے سے متقدمین کی تالیف کردہ کتب اس موضوع پر براہ راست مآخذ ہونے کے باعث متاخرین کی تالیف کردہ کتب سے زیادہ

مستند ہیں۔

موسیقی کے نظری پہلوؤں پر سنسکرت زبان میں لکھی گئی ایسی کتب، جو بعدازاں فارسی میں ترجمہ ہوئیں یا ہند.ایرانی مولفین کے لئے کار آمد ثابت ہوئیں، کے حوالہ جات ملاعبدالقادر بدایونی کی منتخب التواریخ اور متعدد دیگر متون میں ملتے ہیں ۔سلطان فیروز شاہ تغلق (88-1351ء)[۳۷] کا ذکر کرتے ہوئے بدایونی جوالامکھی کے مندر میں موجود ''قدیم برہمنوں کی ایک ہزار تین سو کتب'' کا حوالہ دیتا ہے۔بادشاہ نے'' کچھ مترجمین کو ان میں چند کتب فارسی میں ترجمہ کرنے کا حکم دیا'[۳۸] بدایونی کے خیال میں یہ کتب سنسکرت زبان میں تھیں۔[۳۹] اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے بدایونی، جس کی موسیقی سے نفرت مشہور ہے، لکھتا ہے کہ اس نے چند کتابیں سلطان فیروز کے نام سے بھی ترجمہ شدہ دیکھیں۔[۱]''دیگر موضوعات کے علاوہ کچھ کتب پنگل بہ الفاظ دیگر موسیقی پر اور کچھ اکھاڑہ کے موضوع پر تھیں جسے 'پتور بازی' بھی کہا جاتا ہے۔میں نے ان میں سے بیشتر کتب کو بے فائدہ پایا۔ان کتب کے غیر دلچسپ ہونے کی بڑی وجہ فرسودہ مندرجات اور ادق انداز بیان ہے''۔[۴۰]

ایرانی موسیقی کے ہند.فارسی مآخذ

میرے زیر مطالعہ رہنے والے متون میں سے بعض متون ایسے ہیں جنہیں فارسی زبان میں موسیقی پر'' شاہکار'' کتب کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔جبکہ دوسری قسم ایسی کتب کی ہے جو برصغیر میں ایرانی موسیقی پر لکھی گئی کتب کی ذیل میں آتی ہیں اور جن کی بداعت جانچنے کے لئے اس موضوع پر دیگر متون کا مطالعہ ضروری ہے۔تیسری نوعیت کی کتب وہ ہیں جن میں برصغیر کی موسیقی اور ایرانی موسیقی کو علیحدہ علیحدہ موضوع بحث بنایا گیا ہے۔

اس سلسلے میں اوائل پندرہویں صدی عیسوی میں ایرانی موسیقی پر لکھی جانے والی ایک کتاب کا تذکرہ نہایت ضروری ہے۔ایرانی ،عرب اور ترک موسیقی کے متجر عالم اور موسیقی کی گروہ بندی کے لئے بارہ مقام، چھ آواز اور چوبیس شعبوں پر مشتمل ایک مکمل اور مربوط نظام موسیقی کے خالق عبدالقادر بن غیبی الحافظ المراغی (پیدائش: آذربائیجان، وسط چودھویں صدی؛ وفات: ہرات 1435ء) نے جامع الالحان اور مقاصد الالحان کے عنوان سے دو کتب تالیف کیں۔[۴۱] ثانی الذکر کم وبیش اول الذکر کا ملخص ہے جس کا ایک نسخہ بوڈلین لائبریری آکسفورڈ میں محفوظ ہے۔اکبر آباد(آگرہ) کے مقام پر 1077ھ/1666ھ کا محررہ یہ نسخہ 842ھ/1439ء میں کتابت شدہ ایک مخطوطے سے نقل کیا گیا ہے۔[۴۲] مولف کے قلم سے مختصر در موسیقی نامی کتاب کا ایک مکمل اور مصور خطی نسخہ گورنمنٹ اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری، یونیورسٹی آف مدارس میں موجود ہے جو شاہرخ کو معنون کیا گیا تھا۔[۴]

عبدالقادر بن غیبی کے حوالے سے بات کرتے ہوئے خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری میں موجود محمد علی نامی مولف کے رسالۂ موسیقی (بلا تاریخ، شاید انیسویں صدی عیسوی) کا ذکر دلچسپی سے خالی نہیں۔مولف کے اپنے بقول اس نے یہ رسالہ 'مہدی' نامی ایک امیر کی فرمائش پر لکھا۔بعدازاں کہتا ہے کہ اس کی یہ تالیف عبدالقادر، جو بہ گمان غالب عبدالقادر المراغی ہے، کی کتاب کے اقتباسات پر مشتمل ہے۔اس رسالے کا متن اصول ضرب، ترانہ، گوشہ، شعبہ، مقامات اور آواز کے عنوان سے چھ ابواب پر مشتمل ہے۔[۴۴] برصغیر کی لائبریریوں میں اِن مخطوطات کی موجودگی (مقامی) مؤلفین کی نظر میں ایرانی یا ہند ایرانی موسیقی کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

سترہویں اور اٹھارہویں صدی عیسوی کے دوران ہندوستان میں مروج ایرانی موسیقی پر ہند.فارسی تالیفات کی ایک مربوط فہرست

سے اس قبیل کے دیگر متون کی نشاندہی ممکن ہے۔ تاہم صفوی دور کی بہت کم بچ رہنے والی یہ کتب ایران کے بہ جائے وسط ایشیا میں زیادہ معروف ہیں۔ اس دور کی ایرانی موسیقی پر صفی الدین ارموی (پیدائش: آذر بائیجان؛ وفات: 1294ء بغداد) سے منسوب بہجت الروح، جو غالباً سترہویں صدی عیسوی میں لکھی گئی، ایسی ہی کتب میں سے ایک ہے۔ مقاموں کی زمرہ بندی کے حوالے سے عربی اور فارسی زبانوں میں موسیقی پر "شاہکار" کتب سے ماخوذ مواد پر مشتمل یہ کتاب موسیقی کو بطور سائنس اپنا موضوع بنانے کے بہ جائے اسے عوام میں مقبول بنانے کی طرف زیادہ جھکاؤ رکھتی ہے۔[۴۵] بہجت الروح کے حوالے سے ایک اور اہم نکتہ مولف کی جانب سے موسیقی کو سُر اور تال کے مطابق ضبطِ تحریر میں لانے کی ایک کوشش (نوٹیشن) ہے۔[۴۶] برصغیر کی موسیقی میں درباری موسیقاروں کے فن کے مظاہروں کے تذکرے نیز مقامی زبانوں میں لکھے گئے گیتوں کے مجموعوں پر مشتمل ایسی کتب جن کے مقدمے فارسی زبان میں ہیں، پہلے سے موجود تھیں۔ ہزار دھر پد یا سہس رس انہی کتب میں سے ایک ہے۔[۴۷]

دونوں نظام ہائے موسیقی کا مطالعہ کرتے ہوئے موڈز کے نظریے (Theory of Modes) اور غنائی وقفوں کی گروہ بندی (Classification of intervals) کا گویے کی پرفارمنس سے تعلق بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ یہی نکتہ بعد ازاں موسیقی پر مختلف کتب کی تالیف کا موجب بنا۔ ان متون کا تفصیلی مطالعہ زیرِ نظر تعارفی مقالے کے دائرے میں نہیں آتا کیونکہ ان سطور میں راقم کا مطمعِ نظر موسیقی کے میدان میں اب تک ہونے والی تحقیق کا سرسری جائزہ اور مزید تحقیقی نکات کی نشاندہی ہے۔

یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ ایرانی یا ہند.ایرانی ثقافت کے بڑے مراکز سے قدرے دور مغل دربار یا صوبہ جات میں موسیقی پر متعدد متون لکھے گئے۔ نواب آف آرکاٹ، نواب محمد علی والہ جاہی (دورِ حکومت: 95-1749ء) کے لئے مرتب کی جانے والی تحفۃ النغمات مولفہ محمد روح اللہ بن شاہ وجیہ اللہ اسی سلسلے کی ایک کتاب ہے جس کا ایک خطی نسخہ Govt. Oriental Manuscripts Library مدراس یونیورسٹی میں محفوظ ہے۔[۴۸] یہ کتاب دو حصوں میں منقسم ہے: پہلا حصہ ایرانی موسیقی سے متعلق ہے جبکہ دوسرا برصغیر کی موسیقی کے بارے میں ہے۔ منشی برہان خان ہاندی (متوفی 1240/1824) کی تزک والا جاہی حکمرانوں کی سرپرستی کا دلچسپ تذکرہ ہے۔[۴۹]

برصغیر میں مستعمل ایرانی موسیقی کے ذکر سے مزین ہند.فارسی متون فقط اس دور میں مروج موسیقی کا احاطہ کرتے ہیں یا قبل ازیں ایران یا برصغیر میں اس موضوع پر تالیف شدہ کتب کے مندرجات کی تکرار پر مشتمل ہیں؟ ایسے متون کا ہنوز بغور مطالعہ نہ کر سکنے کے باعث میں اس بارے میں کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔ فارسی زبان اور ایرانی موسیقی پر کامل مہارت رکھنے والے محققین اور موسیقاروں کے لئے اِن متون کا بغور مطالعہ اُتنا ہی دلچسپ ہوگا جتنا کہ وسط ایشیا میں ایرانی موسیقی پر لکھی جانے والی فارسی کتب کا مطالعہ![۵۰]

ایرانی، ہندی یا ہند.ایرانی موسیقی پر رسالہ ہائے موسیقی

ہند.ایرانی مخطوطات کی متعدد فہارس میں لاتعداد رسالہ ہائے موسیقی کا مبہم ذکر قاری کے لئے بے سود ہے تا آنکہ اصل خطی نسخے تک اس کی رسائی ہو، جو کہ اکثر صورتوں میں تقریباً ناممکن ہے۔[۵۱]

اس سلسلے کی ایک مثال گجرات ودیا سبھا (احمد آباد) کے Descriptive Catalogue of Arabic & Persian Manuscripts (Part I) میں مذکور 1775ء کے نزدیک تالیف شدہ چھ عدد متون ہیں۔ نامعلوم مولف کا تالیف کردہ پہلا رسالۂ موسیقی

Additional Particulars والے حصے میں یوں مذکور ہے:

" Work: The title means 'the treatise on Music'. There are in this MS, a preface, twelve chapters (maqam) and a conclusion. The first is on the importance of music; in the second its meaning is explained; and thereafter topic like the origin and nature of various tunes and harmonic cadences leave been treated."[52]

دوسرے متن "رسالۂ آخر در موسیقی" کو یوں متعارف کروایا گیا ہے:

" The Treatise comprises a preface and elevan chapters. The authors explain (sic.) therein twelve fixed musical modes and supports the theory that the ear is superior to the eye. Then he describes six sounds; harmonic cadences, modulated sweet voice, musical tunes and tones and the effects thereof." [53]

فہرست مخطوطات میں مذکور اس مختصر تعارف سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں متون ایرانی موسیقی سے متعلق ہیں۔

اسی نوعیت کا ایک اور رسالۂ موسیقی Concise Descriptive Catalogue of the Persian Manuscripts in the Collection fo the Asiatic Society of Bengal, Calcutta کے باب یازدہم موسوم بہ Varia [۵۴] کے ذیلی حصے Translations from Sanskrit میں ان الفاظ میں متعارف کروایا گیا ہے:

"A Persian translation of a Hindu treatise on music. The exact title and the names of the author and translator are not mentioned. The presesnt copy is incomplete at the at the end. There is no preface or doxology, and the book opens abruptly with: bayan-e haqiqat-i nad ki bunyad-i sar (sic.) ast, badanki nad bi-ma'ni shod yani avaz ast, etc......., followed by some details about the fifty-six folios of the manuscript, copied in the begining of the nineteenth century, etc." [55]

نواب سیف اللہ خان فقیر اللہ، حکیم حسن بن ابرہیم المودودی الحسینی الحسنی الچشتی (کذا)، جاناں بیگم، محمد علی اور دیگر نامعلوم مولفین کے متعدد رسالہ ہائے موسیقی کے علاوہ غلام محمد ولید پوری اور قائم خان کے مولفہ دو رسالہ ہائے موسیقی رسالۂ آخر در موسیقی از نامعلوم، رسالہ در علم موسیقی از نامعلوم، رسالۂ علم موسیقی از ناصر محمود زنج حماد وغیرہ کا ذکر مختلف فہارس مخطوطات میں ناکافی معلومات کے ساتھ آیا ہے۔ لہذا ہر رسالے کے متن کے بہ غور تفصیلی مطالعے کے بعد ہی یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ رسالے ایرانی موسیقی سے متعلق ہیں یا برصغیر کی موسیقی سے۔[۵۶]

قاموسی کتب میں ذکرِ موسیقی

موسیقی پر لکھی گئی بعض کتابیں درحقیقت ابتدائے آفرینش سے لے کر اپنے زمانۂ تالیف تک عمومی تاریخ اور جغرافیہ کے موضوع پر لکھی قاموسی کتب یا سوانحی تذکروں اور قصے کہانیوں پر مشتمل کتب کے ابواب ہیں۔[۵۷] اس ضمن میں سترہویں صدی عیسوی کی دو مثالیں خصوصیت کے قابل ذکر ہیں: ملاطرزی کی معدن الجواہر، جو اخلاقی قصے کہانیوں پر مشتمل ہے، 1616ء میں تالیف ہوئی اور جہانگیر بادشاہ کو معنون کی گئی۔ اس کتاب کا، جس کے صرف دو نسخے محفوظ ہیں، ایک باب موسیقی کے لئے مخصوص ہے جس کا عنوان ہے: ''در بیان حقیقت سرود و سماع''۔[۵۸] اسی طرح ولیم جونز کے حوالے سے معتبر شمار ہونے والی تحفۃ الہند مولفہ مرزا خان بھی ہے جس کا قبل ازیں ذکر آچکا ہے۔ ہندوستانی ادب، زبان اور ثقافت پر لکھی گئی اس قاموسی کتاب کا باب پنجم بالخصوص برصغیر اور ایرانی موسیقی سے متعلق ہے۔ تحفۃ الہند کے متعدد خطی نسخے دستیاب ہیں جبکہ حال ہی میں نورالحسن انصاری کی وساطت سے یہ کتاب شائع بھی ہو چکی ہے۔[۵۹]

۲۔ ہند۔فارسی تاریخی کتب

کسی تاریخی دور کی معاصر دستاویزات یا بعد ازاں لکھی جانے والی کتب، چاہے وہ مولف کی از خود لکھی ہوئی ہوں یا فرمائشی، درباری وقائع، یادداشتیں اور مختلف شخصی حوالوں سے لکھی گئی تحریریں اپنے عرصۂ تالیف میں منعقد ہونے والی محافل موسیقی کا بجا طور پر ذکر کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ برصغیر اور ایران دونوں کی موسیقی کے سماجی و ثقافتی پہلوؤں نیز تکنیکی نکات کا ذکر بھی ان کتب کا حصہ ہے۔ چونکہ میری تحقیق کا بیشتر تعلق مغل دور سے ہے لہذا سولہویں تا اٹھارہویں صدی عیسوی کے دوران تالیف ہونے والے تاریخی مآخذ میری توجہ کا زیادہ مرکز رہے ہیں۔ مجھے دورۂ سلاطین کے بارے میں تازہ دستیاب ہونے والے مواد یا اس سے پہلے برصغیر کے مختلف علاقوں کی ثقافتی تاریخ پر لکھی کتب کے بہ غور مطالعہ کا ہنوز موقع نہیں مل سکا لہذا میرا بیشتر انحصار مغل دور کے وقائع بالخصوص اکبری دور کی کتب پر ہے۔ فن موسیقی سے اکبر کی دلچسپی نہ صرف ایک موسیقار، سازندے (؟) اور موسیقی کی سمجھ بوجھ رکھنے والے سامع کی حد تک محدود تھی بلکہ موسیقی پر نظری اور عملی دسترس رکھنے والے افراد کی سرپرستی بھی اس کا اہم جزو تھا۔ اس حوالے سے اہم ترین مثال ۱۵۶۲ء سے ۱۵۸۹ء تک اس کے دربار سے منسلک رہنے والے عظیم موسیقار تان سین کی ہے جس کا ذکر ہند۔فارسی کتب اور معاصر وقائع مثلاً آئین اکبری (حصہ چہارم)، جو اکبر نامہ کی جلد سوم پر مشتمل ہے، اکبر نامہ کے دیگر حصوں، ملا عبدالقادر بدایونی کی منتخب التواریخ اور اکبری دور کے کہیں بعد لکھی جانے والی کتب مثلاً عبدالحمید لاہوری (۴۷۔۱۶۲۷ء) کی بادشاہ نامہ میں بھی ملتا ہے۔

چونکہ میں قبل ازیں کسی دیگر مقام پر ان منابع کا ذکر کرنے کے بعد اکبر بادشاہ کے حوالے سے اُن میں فراہم کردہ معلومات کا تجزیہ بھی کر چکی ہوں لہذا ان سطور میں صرف اخذ شدہ نتائج کا اعادہ کروں گی۔[۶۰] ہند۔ایرانی موسیقی پر علاقائی زبانوں میں لکھی جانے والی کتب نیز ایسے تصویری مرقع جات جو اکبری دور کے حوالے سے معتبر شمار ہوتے ہیں، کے مطالعے سے مختلف جغرافیائی نسبت رکھنے والے اُن درباری موسیقاروں کے باہمی تعامل کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں جو مختلف نظام ہائے موسیقی میں تربیت یافتہ تھے نیز ان کی جمالیاتی اقدار بھی مختلف تھیں۔ تاہم گائیکی کے حوالے سے یہ جمالیاتی اقدار بندشوں کی شاعری اور ترنم دونوں پہلوؤں سے گہرا ربط رکھتی ہیں۔ اس حقیقت کے باوجود کہ اس دور میں دونوں نظام ہائے موسیقی کی بیک وقت موجودگی کی دستاویزی شہادت موجود ہے، مصوری اور فنِ تعمیر میں اکبر کی تجرباتی اپروچ اور تجسس کے پیش نظر اُس کے دربار میں موسیقی کے حوالے سے ہند۔ایرانی سٹائل کی موجودگی اور فن کے مظاہرے کے بارے میں کسی نتیجے پر پہنچنا قبل از وقت ہوگا۔ کم و بیش یہی صورت حال دیگر مغل بادشاہوں کی ہے۔

تاریخی حوالے سے برصغیر کے مختلف علاقوں میں فن موسیقی اور اس کی سرپرستی کے موضوع پر لکھی گئی کتب پر بات کرتے ہوئے خواجہ نظام الدین احمد (م۱۵۹۴ء) کی طبقات اکبری کا ذکر انتہائی ضروری ہے۔ یہ کتاب مختلف علاقوں میں فن موسیقی کے حوالے سے جاری سرگرمیوں کا دلچسپ تذکرہ ہے۔ مثال کے طور پر سلاطین کشمیر سے متعلقہ باب میں خواجہ نظام الدین احمد، سلطان زین العابدین (دورحکومت 1420-70ء) کا ذکر درج ذیل انداز میں کرتا ہے:

''۔۔۔۔اس کی فیاضانہ داد و ہش کے باعث بہت سے گویے اور سازندے مختلف علاقوں سے آکر کشمیر میں آباد ہوگئے۔ اُن میں سے ایک ملا عودی جو خواجہ عبدالقادر (المراغی؟) کا مفلوک الحال شاگرد تھا، خراسان سے کشمیر چلا آیا، ملا عودی ایسی مہارت سے عود بجاتا جو سلطان کے لئے بے انتہا تسکین کا باعث ہوتا؛ نتیجۃً اس پر انعامات کی بارش ہوتی۔۔۔۔(اسی طرح) کشمیر میں ایسے فن کار بھی تھے جو ایک ہی دھن کو بارہ مختلف انداز سے گاتے تھے۔ (بہ ظاہر مولف کا اشارہ ایرانی موسیقی کی طرف ہے)

''بعض اوقات جب سلطان اچھے موڈ میں ہوتا تو حکم دیتا کہ رباب، بین اور دیگر ساز سونے سے تیار کئے جائیں اور جوہرات سے اُن کی آرائش کی جائے۔ سا ہم نامی ایک انتہائی زیرک شخص نے، جو کشمیری لہجے (زبان؟) میں شعر موزوں کرتا اور ہندوستانی علوم وفنون میں اپنے عہد کا ممتاز آدمی تھا، علم موسیقی پر ایک کتاب موسوم بہ مانک لکھی۔ یہ کتاب سلطان کو معنون کی گئی جس کے صلے میں مولف کو کافی انعام واکرام ملا۔ سلطان بذات خود فارسی، ہندی، تبّتی اور دیگر کئی زبانیں جانتا تھا اور اس کے حکم پر عربی اور فارسی سے متعدد کتب ہندوی میں ترجمہ ہوئیں۔ اِن کتب میں مشہور ترین کتاب مہا بھارت اور کشمیر کے بادشاہوں کی تاریخ موسوم بہ راج ترنگی شامل ہیں.....

''جب گوالیار کے راجہ ڈنگر سین [ڈنگر یندر اسنگھ (دورحکومت 59-1425ء)] کو سلطان کی علم موسیقی اور گائیگی سے محبت کا پتہ چلا تو اس نے اِن علوم پر دو تین گرانقدر کتب سلطان کو بھجوائیں.....''[۶۱]

سلطان زین العابدین کے بارے میں، جس نے کئی اہم کتب کے ترجمے کروائے نیز گوالیار کے راجہ سے بالخصوص موسیقی پر متعدد کتب کا تبادلہ کیا، یہ تبصرہ مختلف ثقافتوں کے باہمی تعامل کی تاریخ کے حوالے سے دلچسپ معلومات فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح گجرات، مالوہ اور برصغیر کے دیگر علاقوں میں فنکاروں کی سرپرستی کے موضوع پر متعدد وقائع اور ادبی کتب سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔[۶۲]

۳۔ برصغیر میں کلاسیکی موسیقی پر ہند.فارسی ادبی اور واقعاتی تحریریں

فن موسیقی سے متعلق ہند.فارسی منابع کا جائزہ لیتے ہوئے کئی ایسے ادبی آثار بھی میرے مطالعہ میں آئے جن میں مختلف بحور میں موزوں شدہ منظومات اور مرصع نثر میں لکھی ہوئی تحریریں شامل ہیں اور جو واقعاتی اور تکنیکی معلومات، موسیقی کی محافل کے بیان، موسیقاروں کی

بابت فرضی یا تاریخی داستانوں یا موسیقی کے حوالے سے الہامات کے استعاراتی بیان پر مشتمل ہیں۔

منظوم آثار

کلاسیکی موسیقی اور اس کی سرپرستی کے ذکر سے مزین ابتدائی ادبی کتب میں مسعود سعد سلمان (پیدائش: لاہور 1050ء) کا دیوان خصوصیات سے قابل ذکر ہے۔[۶۳] برصغیر کی ابتدائی فارسی شاعری میں مذکور تاریخی معلومات کے دقیق مطالعے سے ثابت ہے کہ تیرہویں صدی عیسوی میں لکھے گئے تین فارسی دواوین میں ''قصیدہ اور وسطی دور کے دیگر ادبی آثار ابھی تک تاریخ و ثقافت کے طالبعلموں کے ہاتھوں گہری تاریخی تحقیق کے منتظر ہیں۔''[۶۴]

ہند۔ایرانی موسیقی پر بعدازاں لکھی جانے والی تحریروں میں امیر خسرو (1325-1253ء) ہند۔اسلامی روایت کے پہلے موسیقار یا بہ قول بعضے موسیقی دان کے طور پر سامنے آتے ہیں۔فارسی اور ہندی کے عظیم درباری شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک میوزک کمپوزر اور نظری موسیقی کے ماہر بھی تھے۔[۶۵] اُن سے منسوب بعض منثور اور منظوم آثار، جن کی صداقت ہنوز متنازعہ ہے، آج بھی اصناف موسیقی ،موسیقاروں اور رقاصوں کی شاہی مجالس اور خانقاہوں میں منعقد ہونے والی مجالس سماع میں پرفارمنس کے بارے میں معلومات کے حوالے سے (محققین کے) زیر مطالعہ ہیں۔[۶۶] تیرہویں اور چودھویں صدی عیسوی کے سلاطین کے زیر سرپرستی فن موسیقی کی ترویج کی سماجی و ثقافتی تاریخی فارسی زبان میں لکھی گئی متعدد ادبی کتب میں محفوظ ہے جن کے مطالعہ سے دیگر تحریروں کی جانب بھی اشارات ملتے ہیں۔

سادہ اور مرصع نثر میں لکھی گئی کتب

سلاطین تغلق کی تاریخ کے حوالے سے ہند۔فارسی طبع زاد کتب کی ایک غیر معمولی مثال محمد صدر اعلیٰ بن احمد حسن دبیر عبدوسی ملقب بہ تاج الملک اور معروف بہ اختصان الدہلوی کی بساطین الانس (26-1325ء) ہے۔[۶۷] بنیادی طور پر نثر میں لکھی گئی اس کتاب میں، جو مصنوع اور پر تکلف نثر کے لئے مشہور ہے ،ایک قصیدہ بھی شامل ہے جس میں درباری موسیقی بالخصوص سازوں کے حوالے سے گرانقدر معلومات موجود ہیں۔[۶۸] برصغیر کی موسیقی پر ہند۔فارسی کتب کے حوالے سے بات کرتے ہوئے ملا نورالدین ظہوری، جو اوائل سترہویں صدی عیسوی میں سلاطین احمد نگر اور بیجاپور کے درباروں میں وسطی دور کے نمایاں ترین شاعر کی حیثیت سے معروف ہوا، کے منثور اور منظوم آثار کا تذکرہ نہایت اہم ہے۔[۶۹] احمد نگر کے سلطان برہان نظام شاہ کے لئے موزوں کی گئی ایک مثنوی (تالیف 1591ء) کا ایک حصہ موسیقی (سرود) اور موسیقاروں (مطرب) کے لئے بھی مخصوص ہے جس میں ظہوری اپنے دور کے اُن مختلف سازوں کا ذکر کرتا ہے جو اس دور کی منی ایچر پینٹنگز میں بھی نظر آتے ہیں۔[۷۰] مرصع نثر میں ہی اس کی ایک اور تالیف سہ نثر کا دیباچہ اس کے مربی بیجاپور کے سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی سے منسوب دہرپدوں کے معروف مجموعے پر مشتمل ہے۔[۷۱] اپنی ادبی اہمیت سے قطع نظر سلطان کی مدح میں لکھی گئی یہ منظومات وسطی عہد کے دکن میں درباری موسیقی کی تاریخ کے حوالے سے گرانقدر معلومات فراہم کرتی ہیں۔

مختلف علاقائی زبانوں میں لکھی گئی ایسی منظومات کے مجموعوں کے فارسی دیباچوں پر مشتمل ایک نئی زمرہ بندی ترتیب دی جاسکتی ہے۔مرصع یا سادہ نثر کے طور پر ایک عام ادبی صنف ہونے کے باوجود یہ تحریریں موسیقی کی تاریخ کو ایسے مختلف الجہات انداز میں اپنے اندر سموتی ہیں کہ ان کو ایک عام ادبی صنف قرار دینا مشکل ہے۔دیباچۂ سہ نثر ظہوری کے علاوہ ایک اور متن جو اس موضوع پر دیگر متون سے مختلف مواد اور معلومات رکھنے کے باوجود موسیقی کے ہند۔فارسی ماخذ کے طور پر زیادہ معروف نہیں، اُسی ادبی زمرے سے متعلق ایک قابل قدر تحریر شمار

ہونے کے لائق ہے۔ گوالیار کے راجہ مان سنگھ تومار (دورِحکومت 1516-1486ء) کے دربار سے منسلک معروف شاعر و موسیقار نایک بخشو سے منسوب نامعلوم مرتب کے ترتیب دادہ اُن دھرپدوں کے مجموعے سے، جو شاہجہاں کے زیرِسرپرستی درباری موسیقاروں کی سینہ بہ سینہ روایات پر مبنی ہیں، اس امر کی وضاحت ہوجاتی ہے کہ یہ موسیقی جمع آوری کے بعد صداقت و استناد کے مراحل عبور کرنے کے لئے تدوین کے کن کن مراحل سے گزرتی تھی۔ لہٰذا اِن دھرپدوں کی تخلیق اور بعدازاں سینہ بہ سینہ روایات سے تحریری شکل تک آتے آتے موجودہ صورت اختیار کرنے والی یہ ایک نایاب تحریر ہے۔[۷۲] شریف حسین قاسمی کے ہاتھوں متعدد خطی نسخوں کے تقابل سے ترتیب پانے والے دیباچۂ سہ نثر ظہوری کا زیرِاشاعت ایڈیشن یقیناً دھرپد کی تاریخ اور اس کے نمایاں پیش کار مثلاً نایک بخشو اور تان سین پر بھی مزید معلومات کی فراہمی کا باعث ہوگا۔[۷۳]

یادداشتیں، ذاتی تحریریں اور سفرنامے

طبقۂ امراء تعلق رکھنے والی شخصیات کی یادداشتیں، ذاتی تحریریں اور سفرنامے بھی تاریخی حوالے سے کم و بیش ایک ادبی صنف شمار ہوتے ہیں نیز اِن سے حاصل ہونے والی معلومات بھی متنوع ہوتی ہیں۔ تاہم تاریخ موسیقی کے تناظر میں موسیقی کے ہند. فارسی منابع پر بات کرتے ہوئے اِن کتب کو ''کتبِ موسیقی'' قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ذاتی تحریروں سے اخذ کردہ تین مثالیں بہ ترتیبِ زمانی پیش خدمت ہیں۔

اسد بیگ (متوفی 32-1631ء) قزوین میں پیدا ہوا اور بعدازاں مغل دربار سے متوسل ہونے کے بعد اکبر بادشاہ کی جانب سے (04-1603ء) میں بیجاپور کے سلطان ابراہیم عادل شاہ ثانی کے پاس بھیجا گیا تاکہ وہ اُسے شہزادہ دانیال سے اپنی بیٹی بیاہنے پر آمادہ کرسکے۔ بیجاپور میں اسد بیگ کو 'طرب آباد' نامی قصبہ دیکھنے کا موقع ملا جہاں موسیقار اور رقاص 'نورس پور' نامی نوآبادبستی میں اقامت پذیر تھے۔ اُس نے متعدد محافل موسیقی میں بھی شرکت کی جس کا حال اس نے وقائع اسد بیگ میں بیان کیا ہے۔ یہ کتاب حالات اسد بیگ اور احوال اسد بیگ کے ناموں سے بھی معروف ہے۔[۷۴] اسد بیگ کا بیان نہ صرف دکنی موسیقی کی پرفارمنس بلکہ مغل دربار میں منعقد ہونے والی محافل کے حوالے سے بھی منفرد ہے جن کا ذکر اس نے اپنے وقائع میں اکثر مقامات پر کیا ہے۔[۷۵]

1624ء میں ہندوستان آنے والے محمود بن امیر ولی بلخی نے اپنے سفرنامے بحرالاسرار میں شمالی ہند میں مختلف مقامات بالخصوص متھرا میں فن موسیقی کا تفصیلی منظرنامہ پیش کیا ہے۔ اِس کتاب میں مذکور موسیقی اور رقص کی مختلف اصناف نیز فنکاروں کے حوالے سے استعمال شدہ اصطلاحات کا تجزیاتی مطالعہ اواخر سولھویں اور اوائل سترھویں صدی عیسوی کے درباری وقائع سے حاصل ہونے والی معلومات میں اضافے کا موجب ہوگا۔

ایک خودنوشت سوانح میں، جو بیک وقت سفرنامہ بھی ہے، نواب درگاہ خان (پیدائش 1710ء) نے جہان آباد (دہلی) کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے جہاں اس نے (1737ء) میں نظام الملک آصف جاہ کی معیت میں کچھ وقت گزارا۔ محمد شاہ کے دور میں دہلی کی خانقاہوں، ثقافتی سرگرمیوں اور میلوں ٹھیلوں کے تفصیلی بیان پر مشتمل اس کی کتاب رسالۂ سالار جنگ اور مرقع دہلی کے ناموں سے معروف بہ ظاہر کسی بڑی کتاب کا ایک حصہ معلوم ہوتی ہے۔[۷۷] اس کتاب میں ایسے علمائے دین، شعراء، گویوں، موسیقاروں اور درباریوں کے بارے میں دلچسپ معلومات موجود ہیں جن سے مؤلف اپنے قیام دہلی کے دوران ملتا رہا۔ اس براہ راست بیان سے دہلی کی ثقافتی زندگی کے وہ پہلو سامنے آتے ہیں جو کسی دیگر کتاب میں شاذ ہی مذکور ہوں گے۔

کسی نہ کسی شکل میں موسیقی کے ذکر سے مزین برصغیر میں لکھی جانے والی منظوم اور منثور کتب کا تجزیاتی مطالعہ بلاشبہ موسیقی پر لکھی گئی مستقل بالذات کتب اور تاریخی وقائع کا تکملہ ثابت ہوگا۔ عام تاثر کے برعکس اول الذکر کتب کا ادبی رنگ ثانی الذکر کتب میں مذکور تکنیکی اصطلاحات، موسیقاروں کے احوال اور ان کے مربی حکمرانوں کے بارے میں معلومات کے بیان میں قطعاً رکاوٹ نہیں بنتا۔

ایرانی یا ہند۔ایرانی تناظر میں لاتعداد منی ایچر زجن میں موسیقی یا رقص کی محافل میں کسی شہزادے، سلطان یا بادشاہ کی موجودگی یا مختلف ساز بجاتے ہوئے کسی ایک موسیقار یا چند موسیقاروں کے گروہ کو مصور کیا گیا ہے، مذکورہ بالا متون کے مندرجات کی تائید کرتے ہیں۔ یہ تصاویر ہند۔اسلامی حکمرانوں کے درباروں میں موسیقی اور رقص کی سرکاری حیثیت کی عمدہ شہادت بھی ہیں۔[۷۸]

موسیقی پر لکھی گئی فارسی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ادبی اصناف کچھ مخصوص ادوار میں نمایاں رہی ہیں تاہم اس حقیقت کو کسی خاص ثقافتی پالیسی کا ثمر قرار دینا درست نہ ہوگا۔ مثال کے طور پر یہ کہنا کہ برصغیر کی موسیقی پر متعدد اہم کتابیں مغل بادشاہ اورنگ زیب (دورِ حکومت 1707-1658ء) کے دور میں لکھے جانے کا سبب موسیقی سے اس کی ''نفرت'' تھی جس کی بنا پر اکثر درباری گویے اور موسیقار تحقیق و تالیف کی جانب راغب ہوئے! اس مقام پر خافی خان مؤلف منتخب الالباب (1732ء) کی اور اطالوی طبیب نکولو مانوچی (متوفی 1717ء) کی تحریروں کا ذکر بےمحل نہ ہوگا جن میں رقص و موسیقی پر پابندی کے بارے میں اورنگ زیب کے احکامات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ خافی خان کے بقول 1078ھ/1668ء (اورنگ زیب کے گیارہویں سال جلوس) میں درباری گویوں نے موسیقی کا ایک فرضی ''جنازہ'' ترتیب دیا جسے دیکھ کر بادشاہ نے وہ مشہور جملہ کہا کہ ''اسے اتنا گہرا دفن کرنا کہ آج کے بعد اس کی آواز یا چیخ و پکار بلند نہ ہو''۔ بعد ازاں یہ واقعہ اتنا مشہور ہوا کہ موسیقی کی درسی کتب میں ''تاریخی واقعہ'' کے طور پر درج ہونے لگا اور فنِ موسیقی میں تان سین کی غیر معمولی مہارت کا ذکر بھی اس کے ساتھ بالالتزام ہوتا رہا۔[۷۹]

سترہویں صدی کے نصف آخر تا اٹھارہویں صدی کے نصف اول کے دوران موسیقی پر ہند۔فارسی متون بالخصوص علاقائی زبانوں میں لکھی گئی کتب کا گہرا تجزیاتی مطالعہ نیز ان کتب کے مولفین کی شخصیت اور تالیف کے محرکات کا جائزہ نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر میں تاریخ کا حصہ بن جانے والے مذکورہ بالا سہل پسندانہ ریمارکس کا سنجیدگی سے جائزہ لینے کی دعوت دیتا ہے۔

مؤلفین کو درپیش مشکلات

عرب۔ایرانی نظام موسیقی کے ماہرین کو برصغیر کی موسیقی پر کتب کی تالیف کے دوران پیش آنے والی مشکلات کا ذکر کئے بغیر یہ مقالہ نامکمل رہے گا۔ بعض مولفین نے ان قارئین کے لئے جو، مولف کے خیال میں، وسط ایشیائی نظام موسیقی سے آگاہ تھے اور برصغیر کے نظام موسیقی کو بہتر انداز میں سمجھنا چاہتے تھے، تقابلی انداز اختیار کیا۔

دونوں نظام ہائے موسیقی میں ایک بنیادی فرق فی نفسہ Mode کا ہے؛ لہٰذا موسیقی کی وسط ایشیائی روایت میں پروان چڑھے سامع کے لئے لفظ ''راگ'' کا ترجمہ بصورت ''مقام'' گمراہ کن ہے۔[۸۰] اسی طرح دستگاہ، گوشہ، شعبہ، اصول، پردہ اور نغمہ وغیرہ جیسی اصطلاحات برصغیر کے نظام موسیقی کے لئے اجنبی ہیں جب کہ لفظ ''آواز'' کا مفہوم اپنے وسیع ترمعنوں میں جیسا کہ سکیل، گوشہ یا توضیحی انداز وغیرہ؛ برصغیر کے نظام موسیقی میں خاصے محدود معنوں میں مستعمل ہے۔ اسی طرح ''نغمہ'' اور ''صوت'' کا استعمال بھی بہ معنی سر، Mode، گیت یا آواز؛ مسائل پیدا کرنے کا موجب ہے۔

تار کے ساز کو بنیاد بنا کر کسی سکیل میں ٹون کی بلندی ماپنے کا طریقہ دونوں نظام ہائے موسیقی میں مشترک ہے۔ ہند۔ایرانی نظام موسیقی نے اس سلسلے میں عود جب کہ ہندی یا برصغیر کے نظام نے وینا کو بنیاد بنایا جو دونوں ہی لمبی گردن (ڈانڈی) والے تار کے ساز ہیں!

شاعری یا عروض یا مختلف Modes اور موسموں، سیاروں یا حیوانات کے مابین تعلق کے مانند شاعری اور موسیقی کا باہمی رشتہ بھی دو اعتبار سے مختلف ہے: کسی شاعر، موسیقار، پرفارمر یا ایسے گویے کے لئے جو فارسی کے بجائے برصغیر کی مقامی زبانوں میں بندشیں ترتیب دیتا ہو، دونوں نظام ہائے موسیقی کے حوالے سے مختلف تصورات اور ان کی توضیحات موجود ہیں۔اسی طرح کچھ نمایشی پیرایہ ہائے اظہار مثلاً (سروں یا بولوں کی) تکرار وغیرہ پرفارمنس کے ثقہ قوانین میں تھوڑے بہت اختلاف کے باوصف دونوں نظام ہائے موسیقی میں مستعمل ہیں۔یہی وجہ ہے کہ برصغیر اور وسط ایشیائی دونوں نظام ہائے موسیقی میں موجود مختلف تصوارت کا تقابلی مطالعہ ایک دلچسپ موضوع ہوگا۔

برصغیر اور وسط ایشیا دونوں علاقوں میں موسیقی کی روایت کے حوالے سے مظاہرۂ فن کا موازنہ بھی ضروری ہے۔کسی وسط ایشیائی موسیقار کی جانب سے سو(۱۰۰) گوشوں کی پیشکش برصغیر کے کسی موسیقار کی طرف سے اپنے استاد، جو عموماً اس کا والد یا کوئی قریبی رشتہ دار ہوتا ہے، سے تحصیل کردہ سو(۱۰۰) راگوں اور ہزاروں بندشوں کی متنوع انداز میں پیشکش سے کتنی مختلف ہے، اس کا جائزہ بھی علمی حوالے سے کارآمد ہوگا۔

ہند۔ایرانی مولفین کی جانب سے مختلف سازوں کی زمرہ بندی کا تقابلی مطالعہ بھی خاص توجہ کے لائق ہے۔سنسکرت کتب کے تراجم یا ان سے خوشہ چینی پر مبنی فارسی متون میں برصغیر کے سازوں کا ذکر عموماً سازوں کی چار روایتی اقسام کے بیان پر مشتمل ہوتا ہے جس کی غنیۃ المنیہ کے گمنام مولف اور آئین اکبری میں ابوالفضل نے بھی پیروی کی ہے۔[۸۱]

سنسکرت اور مقامی زبانوں میں اختراع شدہ موسیقی کی تکنیکی اصطلاحات کو ان کے درست تلفظ کے ساتھ فارسی رسم الخط میں درج کرنا بلاشبہ ایک مشکل کام تھا جس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے غنیۃ المنیہ اور مابعد آنے والے مولفین نے اعراب (Diacritical marks) کا استعمال کیا اور یوں ہندی اصطلاحات کو فارسی متن کا حصہ بنانے میں کامیاب رہے۔

موسیقار۔۔۔سماجی وثقافتی پس منظر میں

موسیقاروں کی مختلف اقسام کے بارے میں فراہم شدہ معلومات دربارداری کے حوالے سے ان کی سماجی اہمیت سمجھنے میں بڑی معاون ثابت ہوتی ہیں۔عموماً دیکھا گیا ہے کہ معاشرے کے نچلے درجے سے تعلق رکھنے کے باوجود انہیں مختلف ''خطابات'' مثلاً کلاونت اور میراثی وغیرہ بھی دیے جاتے رہے۔سنسکرت کتب میں موسیقاروں کو ان کی خوبیوں (گن) اور خامیوں (دوش) کی بنا پر مختلف اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہند۔ایرانی مولفین بھی بیشتر اوقات انہی اقسام کا ذکر کرتے ہوئے ماضی اور حال کے موسیقاروں کے بارے میں اپنی معلومات ایزاد کردیتے ہیں۔[۸۳] اکثر مولفین موسیقاروں کے نام کے ساتھ ان کے خطاب کا ذکر بھی کرتے ہیں جس سے ان پرفارمرز کی سماجی تاریخ مرتب کرنے میں بڑی سہولت ہوتی ہے۔اگرچہ موسیقاروں کی یہ اقسام (مثلاً گندھرو، نایک، کلاونت، گنی، ڈھاڑی، میراثی، قوال وغیرہ) عہد وسطی سے تاحال آتے آتے تبدیل ہو چکی ہیں تاہم وہ موسیقار جن کے لئے شجرۂ نسب موسیقی کے میدان میں ان کی ذاتی صلاحیتوں سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے، ان میں آج بھی بڑی کشش محسوس کرتے ہیں۔

موسیقاروں کے سماجی وثقافتی پس منظر اور ان کے سرپرستوں کے بارے میں جامع اور متحرک مشاہدات کے امین ہونے کے

باعث ہند.فارسی متون ایسی معلومات کا منبع ہیں جو سنسکرت کتب میں بھی مفقود ہیں۔افسوس کہ یہ کتب ہنوز موخین ، بالخصوص موسیقی پر تحقیق کرنے والے مورخین اور ماہرین موسیقی، کی توجہ سے محروم ہیں۔

ہند.ایرانی متون سے حاصل ہونے والی معلومات عہد وسطی کے دوران برصغیر اور وسط ایشیا دونوں علاقوں میں مستعمل اصناف موسیقی کا احاطہ کرتی ہیں۔ان اصناف موسیقی کے ماہرفن کار متنوع ثقافتی پس منظر سے تعلق رکھتے تھے اور اپنے مربیوں کے ہمہ وقت تبدیل ہونے والے ذوق کی تسکین کے لئے بیشتر اوقات سفر میں رہتے ہوئے باہمی تعامل اور مسابقت سے موسیقی کی ترویج کرتے رہے۔ایسی معلومات کا سنسکرت زبان میں لکھی گئی موسیقی کی روایتی قدیم کتب میں پایا جانا ناممکن ہے۔کیونکہ بہ مراتب بہتر مربیوں کے زیر سایہ اور نسبتاً زیادہ سازگار ماحول میں لکھے جانے کے باوصف موسیقی کے میدان میں ہونے والے تجربات اور فن کاروں کی تخلیقی صلاحیتوں کا ذکر کبھی بھی سنسکرت کتب کا حصہ نہیں رہا۔

خلاصہ

برصغیر پاک و ہند میں چودہویں صدی عیسوی سے لے کر اواخر انیسویں صدی تک موسیقی پر فارسی زبان میں لکھی جانے والی کتب (ان میں ایسی کتب بھی شامل ہیں جن کا ایک باب یا کچھ حصہ موسیقی کے لئے مختص کیا گیا) اپنے مؤلفین کے مقامی اور وسط ایشیائی دونوں ثقافتوں سے تعلق کی آئینہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ فن موسیقی میں ان سرپرستوں کی گہری دلچسپی کی بھی غماز ہیں جنہوں نے موسیقاروں، مولفین اور فن کارانہ سرگرمیوں کی بھرپور حوصلہ افزائی کی۔اس حوالے سے فن موسیقی کی بابت علمی جھکاؤ کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جس کی بنا پر ایک اجنبی نظام موسیقی پر فارسی زبان میں اتنی زیادہ کتب اور ادبی متون لکھے گئے۔کتب نویسی کے اس رجحان بالخصوص موسیقی کے عملی پہلوؤں پر بیشتر ارتکاز نے وسط ایشیائی درباریوں اور اشرافیہ کو برصغیر کی موسیقی کی تھیوری اور جمالیات سے روشناس کروایا وگرنہ سنسکرت زبان میں روایتی کتب موسیقی کی مدد سے ایسا ہونا ناممکن تھا۔برصغیر کی موسیقی پر فارسی کتب کے مولفین نے اپنے گہرے سماجی شعور کی بنا پر قاموسی نوعیت کی کتب میں موسیقی پر ایک باب کا اضافہ کر کے یا اپنے دواوین میں موسیقی سے متعلق منظومات (راگ مالا وغیرہ) شامل کر کے ہند.ایرانی دربار میں موسیقی کی اہمیت کو اجاگر کیا۔اس مواد پر مبنی ایک الگ کتاب مرتب ہوسکتی ہے۔

برصغیر کی موسیقی کی تاریخ پر لکھی گئی کتب کا ذکر کرتے ہوئے ہند.فارسی متون کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہی وہ کتب ہیں جو عہد وسطی کی سماجی وثقافتی تاریخ،فن موسیقی اور ادب کے میدانوں میں کام کرنے والے محققین کا دائرہ کار وسیع تر کرتی ہیں۔ہند.فارسی ادب لوک اور دیگر اصناف موسیقی کے بارے میں قیمتی آراء کا امین ہونے کے ساتھ ساتھ وسط ایشیائی اور برصغیر کی موسیقی کی روایات کے باہمی تعامل پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔تاہم یہ چبھتا ہوا سوال اپنی جگہ کہ پرفارمنس کے لحاظ سے موسیقی کا ''ہند.ایرانی سٹائل'' موجود بھی ہے یا نہیں؟

حواشی وحوالہ جات

۱۔ مثلاً رک : اصول غنا (۶۵-۱۷۶۴ / ۱۱۷۸) مولفہ رائے دال چند صاحب Catalogue of Persian Manuscripts in Buhar Collection (1921), Calctta, rev. edn., 1982, No.236۔

اٹھارہویں صدی عیسوی کے اس مخطوطے میں برگ ۱ (ب) تا ۱۴ (الف) پر موجود ایک رسالے میں یہ بحث موجود ہے۔

۲۔ رک: J. During, Musique et extase. L'audition mystique dans la tradition soufie, Paris,1988, passim and pp. 269-72 ۔تاہم غنیۃ المنیۃ (۷۵-۱۳۷۴) میں 'سماع پارسی' سے مراد وسط ایشیائی موسیقی (جس کا غالباً درباروں میں رواج تھا) ہے۔گمنام مولف نے اس موضوع پر بھی ایک رسالہ تالیف کیا تھا جواب ناپید ہے اور جس کا ذکر وہ 'سرود ہندی' کے حوالے سے کرتا ہے۔مزید دیکھئے فٹ نوٹ نمبر ۲۳

۳۔ رک: B. Lawrence, "The Early Chishti Approach to Sama", Islamic Society and Culture, eds. M. Israeli and N.K. Wagle, New Delhi, 1983, pp.69-93 ۔ مزید کتابیاتی حوالوں کے لئے دیکھئے: Sufi Music of India and Pakistan, Sound, Context and Meaning in Qawwali by R.B. Qureshi (Cambridge, 1986), by O. Khalidi, "Qawwali and Mahfi-i-Sama", Muslim Shrines in India, Their Character, History and Significance, ed. C.W. Troll, Delhi, 1989, pp. 257-61.

۴۔ ہند.اسلامی اشرافیہ کی جانب سے موسیقی کی سرپرستی کے لئے رک: S.N.H. Rizvi, "Music in Muslim India", Islamic Culture, Jul. 1931, Vol. XV, No. 3, PP. 331-40 and "Observations on 'Music in Muslim India'" , by H.G. Farmer, note by the editor, Islamic Culture, 1943, Vol. XVII, No. 4, p. 444; see also A. Halim, "Music and the Musicians of the Court of Shah Jahan", Islamic Culture, Oct. 1945, Vol. XIX, No. 4, pp. 354-60 and by the same author, "Muslim Contribution to the Development of North Indian Music", The Muslim Year Book of India, Bombay, 1948-49, pp. 107-121, "History of the Growth and Development of North-Indian Music during Sayyid-Lodi Period", Jounal of the Asiatic Society of Pakistan, Dacca, 1956, Vol. I, No. 1, pp. 46-64, and "Muslim Rulers as Great Patrons of Music", Essays in History of Indo-Pak Music, Dacca, 1962, pp. 17-19; D. Bhanu, "Promotion of Music by the Turco-Afghans Rulers of India", Islamic Culture, Jan. 1955, Vol. XIX, No. I, pp. 9-31; D. M. Neuman, The Life of Music in North India, The Organization of an Artistic Tradition, Detroit, 1980, Paperback edn.,

Chicago and London, 1990, passim, Neuman, "Patronage and Performance of Indian Music", The Powers of Art, Patronage in Indian Culture, ed. B.S. Miller, Delhi, 1992, Chapter 16, pp. 247-58.

۵۔ مثلاً خراسان کے حوالے سے رک: Kitab Nasihat Nama ma'ruf be Qabus Nama, talif Amir Ansar Alma'ali Kaika'us bin Iskandar bin Washamgir, ed. R. Levy, Hertford, 1951 and the English Transl. by R. Levy, A Mirror for Princes, The Qabus Nama by Kaka'us ibn Iskandar, Prince of Gurgan, London, 1951; Chapter XXXVI on "Being a Musician", Text, pp. 111-3, Transl., pp. 186-90, other references to music, Text. pp. 40-43, etc.; Transl., pp. 62, 67, etc.

۶۔ رک: Rehla of Ibn Battuta (India, Maldive Islands and Ceylon) (1953), Translation and Commentry, ed. M. Husain, Baroda, 2nd repr. edn., 1976, pp. 9-10, 28-9, 63-4, etc. See also Introduction, pp. l-li and the illstration facing p. 56.

۷۔ رک: Zia-ud-din Barani, Tarikh-i-Firuzshahi, ed. S.A. Khan, Calcutta, 1862; repr., Osnabruck, Biblio Verlag, 1981.۔اس نکتے پر زیرِنظر مقالے میں بعدازیں آنے والے کچھ حصے اپنی زیرترتیب کتاب Nur Ratnakar, A Bio-Bibliographical Survey (and techno-historical study, of all available important writings in Arabic, Persian, Sanskrit and other allied languages on the subject of song, dance and drama), Two Vols., Calcutta (Vol. I, pp. 603-23 of the typescript; for reference to music in the chronicle, pp. 34, 46,67-8,112-3,129-30, etc.). میں شامل کرنے پر میں شہاب سرمدی کی ممنون ہوں۔

۸۔ رک: محولہ بالا Nur Ratnakar۔ مزید دیکھئے: N.P. Ahmad, Hindustani Music, A study of its Development in the 17th and 18th centuries, New Delhi, 1984

۹۔ مثلاً رک: M.L. Roychaudhuri, "Music in Islam", Journal of the Asiatic Society, 1957, Letters Vol. XXIII, No. 2, pp. 44-103; O. Wright, The Modal System of Arab and Persian Music, A.D. 1250-1300, London, 1978, Introduction,

pp. 1-19, especially pp. 11-2, 15-8 and the bibliography, pp. 293-6; J. During, op. cit., Annex II,"Le status de music dans l'islam", pp. 217-47, notes, pp. 256-7 and the bibliography, pp. 259-72.

۱۰۔ رک: H.S. Powers, "Mode", The New Grove: Dictionary of Music and Musicians, London/New York, 1980, Vol. XII, pp. 376-450, especially section V, 2, pp. 422-36.

۱۱۔ رک: E. te Nijenhuis, Musicological Literature, Wiesbaden, 1977

۱۲۔ رک: F. Delvoye, Tansen et la tradition des chants dhrupad en langue braj, du XVIe sieclea nos jours, D. Litt. Thesis, Paris, Sorbonne Nouvelle Univ., 1990 (Unpublished), See the summary in English, "Tansen and the radiion of Dhrupad Songsin the Braj Language, from the 16th Century to the Present Day", Dhrupad Annual 1993, pp. 37-44 and "Les chants dhrupad en langue braj des poetes-musiciens de l'Inde Moghole", Litteratures medievales de l'Inde du Nord, Contributions de Charlotte Vaudeville et de ses eleves, ed. F. Mallison, Paris, 1991, pp. 139-85. ۔ مزید دیکھئے: Delvoye, "The Verbal Content of Dhrupad Songs from the Earliest Collections: III, Dhrupad Songs attributed to Tansen in Court-musicians Repertoires", Dhrupad Annual, 1994, pp. 1-12.

۱۳۔ فن موسیقی پر براہ راست لکھے گئے متون یا دیگر موضوعات پر لکھی گئی ایسی کتب کے لئے، جن میں موسیقی کو بھی موضوع بنایا گیا ہے اور جنھیں میں مختلف فہارس مخطوطات یا لائبریریوں میں موجود غیر مطبوعہ دستخطی فہرستوں کی مدد سے دیکھنے میں کامیاب ہو سکی ہوں، ملاحظہ کیجئے: Delvoye, Inventaire des textes Indo-persans sur la musique savante de l' Inde, in collaboration with S. Sarmadee, New Delhi, 1991, pp. 1-15. (Unpublished)(زیر طبع)

۱۴۔ رک: A. Shiloah, The Theory of Music in Arabic Writings (c. 900-1900), Descriptive Catalogue of Manuscripts in Libraries of Europe and the U.S.A., Munich, 1979.

۱۵۔ تفصیلات کے لئے رک: Delvoye and Chandra Shekhar, Dictionary of Scholars and

Institutions in the Field of Indo-Persian Studies, pp. 79-98.

۱۶۔ مثلاً رک: A.H. Nizamani, Catalogue of Persian Manuscripts and records in the Shri Raghuvir Library, Sitamau, Delhi 1993.

۱۷۔ رک: Catalogues of Indo-Persian manuscripts by H. Ethe, C. Rieu, E. Sachau and H. Ethe, E. Blochet, F. Richard, etc. and the bibliographical surveys of C.A. Storey, D.N. Marshall given in the References.

۱۸۔ خطی نسخوں کی فوٹو کاپیوں کا حصول ایک صبر آزما کام ہے جو عموماً انجام پذیر نہیں ہو پاتا۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا جب مطلوبہ فوٹو کاپیاں نہ ملیں اور خطی نسخوں کے سرسری مطالعے کے نتیجے میں منتخبہ اقتباسات کو مقابلۂ متن اور بازخوانی کی خاطر (اپنے مقالہ جات وغیرہ میں) دوبارہ پیش کرنے کی کوششیں بارآور ثابت نہ ہو سکیں۔

۱۹۔ راگ درپن مولفہ نواب سیف خان فقیراللہ کے بارے میں سالار جنگ میوزیم اینڈ لائبریری حیدرآباد (مخطوطہ نمبر Mus. 3/4291) کی ٹائپ شدہ فہرست میں یہ نوٹ درج ہے: "A treatise on Indian music compiled in 1076/1666, by Faqirullah, for Man Singh of Gwaliyar. It is based on some Sanskrit works." اسی طرح A Descriptive Catalogue of the Islamic Manuscripts in the Government Oriental Manuscripts Library, Madras, Madras University, 1939, No. D. 75 (D), p. 218. میں سہ نثر ظہوری کی بابت لکھا ہے: "intended to be a sort of an introduction to Now Ras - A work on Indian Music by Ibrahim Adil Shah of Bijapur who was a patron of the author"۔ تاہم نورس نامی کتاب دھرپدوں پر مشتمل ہے۔ ملاحظہ کیجئے: Nazir Ahmad, Kitab-i-Nauras by Ibrahim Adil Shah II, Introduction, Notes and Textual Editing, New Delhi, 1956 and Delvoye, "The Verbal Content of Dhrupad Songs from the Earliest Collections: II, The Kitab-i-Nauras of Ibrahim Adil Shah II, Sultan of Bijapur (r. 1580-1627) and its Persian Preface by Mulla Nur al-Din Muhammad 'Zahuri'-I", Dhrupad Annual 1991, pp. 38-54 and Part II, Dhrupad Annual 1993, pp. 1-23.۔ اسی سلسلے کی ایک اور مثال مارشل (محولہ بالا 101 .p ,313) میں ہزار دھرپد اور سہس رس کے حوالے سے موجود ہے جس میں دونوں متون کی تخصیص یوں کی گئی ہے: "Hazar dhrupad-e-nayak Bakhshava: A work on Indian Music and musicians containing a collection, made by order of the Emporer Shah Jahan, of the

compositions of Bakhshava...", and as a separate entry "Sahas ras: Translated into Hindustani from Sanskrit presumably and dedicated to Shah Jahan, this appears to be a work on Indian music."

۲۰۔ رک محولہ بالا: Delvoye, Inventaire

۲۱۔ مثلاً رک: Delvoye, "Indo-Persian Texts on the Artistic Patronage of the Sultans of Gujrat (14-16th c.)"۔ یہ مقالہ جواہرلال نہرو یونیورسٹی (نئی دلی) میں "The Evolution of Medieval Indian Culture: The Indo-Persian Context" کے موضوع پر منعقد ہونے والے انڈو فرنچ سیمینار از ۱۴ تا ۱۶ فروری ۱۹۹۴ء میں پیش کیا گیا۔ مزید دیکھئے محولہ بالا: Delvoye, "The Verbal Content of Dhrupad Songs from the Earliest Collections: II, The Kitab-i-Nauras of Ibrahim Adil Shah II....,"

۲۲۔ ہندوستان میں ہند۔ایرانی مخطوطات کی قلمی (غیر مطبوعہ) اہم فہارس کے سلسلے میں ملاحظہ کیجئے: Andhra Pradesh Government Oriental Manuscripts Library and Research Institute, Hyderabad جس میں موجود کل ۸۹۱۵ مخطوطات میں ۶۳۳۷ عربی زبان میں ہیں۔ عربی، فارسی، اردو، ہندوستانی، سندھی وغیرہ تمام زبانوں کے مخطوطات اگرچہ موضوع وار ترتیب دیے گئے ہیں تاہم ان کی فہرست ہنوز غیر مطبوعہ بلکہ قلمی (ہاتھ سے لکھی ہوئی) ہے جس کی جلد دوم ص ۸۰۔۹۷ پر 'فلسفہ' کے زیر عنوان دس مخطوطات کا ذکر ہے۔ الفبائی ترتیب سے ذکر شدہ یہ مخطوطات موسیقی کے موضوع پر فارسی زبان میں تحریر کئے گئے ہیں ۔ سالار جنگ میوزیم اینڈ لائبریری (حیدرآباد) نے A Catalogue of the Persian Manuscripts in the Salar Jang Museum & Library, compiled by Muhammad Ashraf (1965,1966,1967,1969,1975,1980,1983,1988) کے عنوان سے نو (۹) جلدوں میں مخطوطات کی موضوع وار فہرست شائع کی ہے۔ اسی لائبریری کے Oriental Manuscripts Section میں موسیقی کے زیر عنوان ذکر شدہ مخطوطات ہاتھ سے لکھی ہوئی بلا تاریخ (رحمت علی خان کے اندازے کے مطابق ۶۶۔۱۹۶۵ء) فہرست A Concise Descriptive Catalogue of Persian Manuscripts in Salar Jang Museum and Library, Vol. XI: X. The Sciences, Mental, Moral and Physical (Contd.). 9. Arts, Agriculture, Technology, Music, Games, etc. کا حصہ ہیں۔ مدراس یونیورسٹی میں قائم Government Oriental Manuscripts Library میں مخطوطات بالخصوص موسیقی سے متعلقہ خطی نسخوں کا ذکر A Descriptive Catalogue of the Islamic Manuscripts in the Government Oriental Manuscripts Library, Madras,

Madras,1939,1950,1954,1961. کی چار جلدوں میں بکھرا پڑا ہے۔ اسی طرح ایک اور اہم ذخیرہ مخطوطات رضا لائبریری (رام پور) ہے۔ امتیاز علی عرشی کی مرتب کردہ فارسی مخطوطات کی موضوع وار فہارس ہنوز غیر مطبوعہ ہیں لہٰذا ان سے استفادہ فقط لائبریری میں بیٹھ کر ہی کیا جا سکتا ہے۔ ''موسیقی'' کے زیر عنوان چھبیس (۲۶) خطی نسخوں کا تعارف کروایا گیا ہے اور جہاں کہیں میسر ہو سکا مؤلف کے بارے میں دستیاب معلومات، تعداد برگ اور اگر ممکن ہو تو تاریخ وغیرہ کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ مخطوطات تک رسائی کے دشوار طریق کار کے باعث میں ہنوز ان خطی نسخوں کو دیکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکی کیونکہ ان سے استفادے کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اجازت درکار تھی جو حال ہی میں چند امریکی اور فرانسیسی محققین کو ملی ہے۔

۲۳۔ رک Manuscript No. 1863, India Office Library, London, described in Ethe, op. cit., Vol. 1, Notice No. 2008, pp. 1116-7 ۔ مزید دیکھئے: C.A. Storey, Persian Literature, A Bibliographical Survey, Vol. II, Part 3, G. Arts and Crafts, Leiden, 1977, Notice No. 701, pp. 411-2. ۔ اسی نسخے کا ایک روٹوگراف سیمینار لائبریری، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں شمارہ ۱۸۰ پر موجود ہے۔ شہاب سرمدی کی جانب سے انگریزی زبان میں تعارف کے ساتھ اسی مخطوطے کا ایک ایڈیشن ملاحظہ کیجئے: Ghunyat-ul-Munya, The Earliest Known Persian Work on Indian Music, Bombay, 1978. ۔ مقدمہ از مرتب خطی نسخے کے اوراق 1a-3a کا احاطہ کرتا ہے۔ مولف نے سنسکرت کی جن سات (۷) کتب سے استفادہ کیا ہے ان کے نام اوراق 2b-3a پر موجود ہیں۔ رک محولہ بالا، وہی ایڈیشن، ص ۴-۳

۲۴۔ محولہ بالا، برگ 2b، وہی ایڈیشن، ص ۳

۲۵۔ رک: Storey, op. cit., Notice No. 705, p. 414. ۔ مزید دیکھئے: Nazir Ahmad, "Lahjat-i-Sikandar Shahi, A Unique Book on Indian Musicof the Time of Sikandar Lodi (1489-1517)", Islamic Culture, July 1954, Vol. XXVIII, No. 3, pp. 410-17. میں مذکور نامکمل مخطوطہ نمبر P 780/5126 L تاریخ ندارد (غالباً سولہویں صدی عیسوی)۔ اس مخطوطے کا ایک روٹوگراف سیمینار لائبریری، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں شمارہ ۲۳۵ پر موجود ہے۔ ایک اور بلا تاریخ، مکمل مگر خستہ نسخہ Government Oriental Manuscripts Library, Madras میں بھی موجود ہے جس کا ذکر A Descriptive Catalogue..., op.cit., Vol. I, Notice No. D. 518, pp. 531-2 پر کیا گیا ہے اور اس کے ۱۶۸ اوراق ہیں۔ ۱۷۶ اوراق پر مشتمل اس کتاب کا ایک اور بلا تاریخ اور بہ ظاہر تازہ نسخہ اسی فہرست میں Notice No. D. 519, p. 532. پر بھی موجود ہے۔ شہاب سرمدی اس کا ایک تنقیدی ایڈیشن بھی شائع کر رہے ہیں۔ مزید دیکھئے: S.B.F. Husaini, A Critical Study of Indo-Persian Literature during Sayyid and Lodi Period (1414-1526), New Delhi, 1988, pp. 227-47;

M.Z. Huda, "Sultan Sikandar Ludi - A Poet and Patron of Letters", Journal of the Asiatic Society of Pakistan (Dacca), 1969, Vol. XIV, No. 3, pp. 289-304.

۲۶۔ رک: Sangita Ratnakra of Sarangdeva, sanskrit Text and English translation with Comments and Notes, Vol. I(Chapter I, Treatment of Svara), English Translation by R.K. Shringy, under the Supervision of P.L. Sharma, Delhi/Varansi, 1978; Vol. II(II-IV), by R.K. Shringy, Under the Supervision of P.L. Sharma, New Delhi, 1989. مزید دیکھئے: Delvoye, "The Influence of Sangita-ratnakara on Indo-Persian Texts on Music", presented at the Seminar on "Sarangdeva's Sangita-ratnakara", organised by the Sangeet Natak Academy, Varansi, 22-26 Feb. 1994.

۲۷۔ رک: Marshal, op-cit., No. 1922, p. 499. انڈیا آفس لائبریری میں موجود مخطوطات کا ذکر Ethe, op.cit., Vol. I, No. 2009-10, p. 1117 پر موجود ہے۔ برٹش میوزیم والے ان مخطوطات کے لئے، جو اب انڈیا آفس میں محفوظ ہیں، رک: Rieu, op. cit., Vol. II, Egerton 793, p. 489a-b and VOl. III, p. 1088b. ایک اور مخطوطے کے لئے رک: A.P.G.O.M.L. & R.I., Hyderabad; Hand-list "Falsafa", No. 418, p. 85. یہ متن دینا ناتھ پسر باسو دیو نے ۱۷۲۴ء میں ترجمہ کیا تھا جو بہ ظاہر محمد شاہ (۱۷۱۹-۱۷۴۸ء) کے کتب خانے کا معلوم ہوتا ہے۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے: Nijenhuis, op.cit., pp. 28-9 and note 152, p. 28.

۲۸۔ رک: Saemadee, Nur-ratnakar, Vol. II, notice on Mirza Roshan Zamir (Personal Communication, 1985).

۲۹۔ رک: Marshal, op.cit., No.918, p. 260, Rag Darshan in addition to the notice of the Rag ragini-e-ruz u shab. اسی طرح G.O.M.L., Madras میں بھی ایک نسخہ موجود ہے، رک: A Descriptive Catalogue..., op. cit., Vol. I, No. D. 515,. 530-1۔ اسی مخطوطے کے ایک منقول نسخے کے لئے ملاحظہ کیجئے: A Descriptive Catalogue...., op.cit., Vol. IV, No. D. 1024, p. 1206. ایک اور نسخہ A.P.G.O.M.L., Hyderabad میں بھی موجود ہے، رک: Hand-list under "Falsafa", No. 393, p.85.

۳۰۔ رک: Ethe, op.cit., Vol. I, No. 2022, pp. 112-3. سالار جنگ میوزیم اینڈ لائبریری (حیدر آباد) کی

ٹائپ شدہ غیر مطبوعہ فہرست مخطوطات میں بھی شمارہ ۹/۴۲۹۴، ص ۲۳ پر ایک نسخہ موجود ہے۔

۳۱۔ رک: W. Jones, "On the Musical Modes of the Hindus" (1784), Asiatick Researches, 1792, No. 3, pp. 55-87; repr. in S.M. Tagore, Hindu Music from Various Authors (1875), 3rd edn., Varansi, 1965, pp. 125-60.

۳۲۔ رک: محولہ بالا، ص ۱۳۶

۳۳۔ رک: محولہ بالا Delvoye, "The Influence of Sangita-ratnakara on Indo-Persian Texts on Music"

۳۴۔ عہد سلاطین میں عربی سے فارسی تراجم کی مثالوں کے لئے رک: I.H. Siddiqui, Perso-Arabic Sources of Information on the Life and Conditions in the Sultanate of Delhi, New Delhi, 1992, pp. 44-52.

۳۵۔ رک: عالمگیری دربار کے ایک امیر نواب سیف خان فقیر اللہ کی تالیف راگ درپن (۱۶۶۶ء) مرتبہ نور الحسن انصاری اور ایس۔ شکلا، ''راگ درپن'' و ''صوت الناقوس'' از محمد عثمان قیس، مجلّہ تحقیقات فارسی (شمارہ خصوصی)، شعبہ فارسی، دہلی یونیورسٹی ۱۹۸۱ء؛ راگ درپن، صص ۸۶۔۱۱؛ صوت الناقوس، حصہ دوم، صص ۲۴۔۱؛ مزید دیکھئے: عنایت خان راسخ (پیدائش ۱۱۱۴/۱۷۰۱) کی تالیف رسالہ ذکر مغنیان ہندوستان بہشت نشان (تاریخ ندارد)۔ برصغیر کے اہم ترین موسیقاروں نایک بخشو، نایک گوپال، امیر خسرو، نایک بخشو، تان سین، لعل خان، خوشحال اور بسرام وغیرہ کے سوانحی تذکروں پر مشتمل یہ تالیف عبد الحمید لاہوری کی پادشاہ نامہ اور سکندر بن منجھو کی مرآۃ سکندری سے ماخوذ ہے۔ شمارہ ۳۵۔۳۴/۱۷ کے تحت خدا بخش لائبریری (پٹنہ) میں موجود اس نسخے کو سید علی حیدر نے ۱۹۶۱ء میں شائع کیا۔

۳۶۔ رک: محولہ بالا Delvoye, "Indo-Persian Texts on the Artistic Patronage of the Sultans of Gujrat (14th-16th c.)".

۳۷۔ رک: Abd al-Qadir al-Bada'uni, Muntakhab al-tawarikh, Persian edn. in Three Vols. by Kabir al-din Ahmad, Ahmad Ali and W.N. Lees, Calcutta, 1864-69. اس کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی تین جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔ رک: G. Ranking (vol. I), W.H. Lowe (vol. II) and T.W. Haig (vol. III), Calcutta, 1884-1925. Repr., Delhi, 1978, Text, Vol. I, pp. 241-57, Transl.,Vol. I, pp. 321-41.

۳۸۔ رک: al-Bada'uni, op.cit., Text, Vol, p. 249, Transl., Vol. I, p. 331-2.

۳۹۔ رک: محولہ بالا

۴۰۔ رک: محولہ بالا

۴۱۔ رک: عبدالقادر بن غیبی الحافظ المراغی، مقاصد الالحان، تدوین و ترتیب تقی بینش، تہران، ۱۹۸۶۔۱۹۷۷ء؛ نیز وہی مصنف، جامع الالحان، تدوین مع تعلیقات تقی بینش، تہران، ۱۳۶۷۔ مزید براں مختلف لائبریریوں میں محفوظ خطی نسخوں کے حوالہ جات کے لئے ملاحظہ کیجئے محولہ بالا: سٹوری، شمارہ ۲۰۷، ص ۴۱۳

۴۲۔ رک: Sachau-Ethe, op. cit., No. 1844, pp. 1061-3۔ اسی مخطوطے کا ایک اور نسخہ آصفیہ کلیکشن (حیدرآباد) کی فہرست میں والیم ۲، صفحہ ۱۲۲۴، شمارہ ۳۲۰ پر موجود ہے۔ عبدالقادر المراغی کے دیگر آثار کے لئے ملاحظہ کیجئے: Shiloah, op. cit., pp.168-75.

۴۳۔ رک: محولہ بالا, A Descriptive Catalogue..., ص ۵۳۲ پر شمارہ ۵۲۰ جس کے تحت درج ہے: "Pages, 109, Lines on a page, 31, Language, Persian,Condition injured. Mode of writing, Nastaliq. Appearance, old. Subject, music. Extent, complete, Author, Abdul Qadir Maraghi. The book otherwise called Kitabuladwar was compiled for King Shahrukh and and is full of diagrams and also of pictures of musical instruments. Dated the last day of Muharam 41 A.H. (sic). Scribe not mentioned. Beginning... and end...". ۔آخری صفحے پر میرے اندازے کے مطابق سال ۱۹۱ بطور تاریخ درج ہے۔ مختصر در موسیقی کا آغاز و انجام درحقیقت بوڈلین لائبریری (Sachau-Ethe, op. cit., No. 1844, pp. 1061-4; see also Shiloah, op. cit., No. 109, pp. 172-3.) میں موجود مقاصد الالحان کے خطی نسخے سے مماثل ہے۔

۴۴۔ رک: Catalogue of the Arabic and Persian Manuscripts in the Khuda Bakhsh Oriental Public Library at (Bankipore) Patna, Vol. XXXII, (Persian Manuscripts), Mixed Contents, Patna, 2nd impr., 1980. Supplement to the Catalogue of the Persian Manuscriptsin the Oriental Public Library at Bankipore, Vol. II, prepared by M.A. Muqtadir, Patna, 1933, Vol. XXXII, Manuscript No. 2241, p. 154-5, Risala-i-Musiqi of Muhammad Ali, fols. 35b-39-a.

۴۵۔ رک: J. During, La musique traditionnelle de l'Azarbayjan et la science des muqams, Baden-baden & Bouxwiller, 1988. pp. 157-60۔ مزید دیکھئے: Risale-ye-musiqi, Bahjat al-ruh by H. L. Rabino de Bargomalo, Tehran, 1346/1967.

۴۶۔ During, La musique traditionnelle de l'Azarbayjan..., op.cit., note 7, p. 170

۴۷۔ رک:فٹ نوٹ نمبر۱۹

۴۸۔ دیکھئے مخطوطہ نمبر ڈی/۵۱۴ بحوالہ A Descriptive Catalogue..., op. cit., Vol. I, pp. 529-30(pages 34, Lines on a page, 11. Condition, injured; Nastaliq, no date but "appearance old"). ۔ اسی مخطوطے کے ایک منقول نسخے کے لئے دیکھئے : Persian Manuscript No. D. 774, (A Descriptive Catalogue..., op. cit., Vol. III, pp. 916-7; Pages, 22, Lines, 20 in a page; it is bound along with the Manuscript No. D. 773. Tuhfat al-Shu'ra, pp. 200; a biography of poets (of Deccan) by Mirza Afzal of Aurangabad; a restored copy of Manuscript No. D. 439).

۴۹۔ G.O.M.L. مدراس میں شمارہ D/304 کے تحت منشی برہان خان کی تزک والا جاہی تدوین وتعلیقات از ٹی۔ چندر شیکھرن، مدراس ۱۹۵۷ء موجود ہے۔ ۱۲۳۲ ہجری کا مکتوبہ ایک اور نسخہ جو مؤلف کی زندگی میں تیار ہوا اور اصل نسخے کی ہو بہو نقل ہے، مسلم لائبریری (مدراس) میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ انگریزی ترجمہ کے لئے دیکھئے: S.M.H. Nainar, (Two Vols.), Madras, 1934 and 1939. ۔مزید دیکھئے: S. Bayly, Saints, Goddesses and Kings, Muslims and Christians in South Indian Society, 1700-1900, Cambridge, 1989; Indian edn., 1992, Part I, Chapter 4, especially pp. 164-75.

۵۰۔ مثلاً رک: زین العابدین محمود حسینی (پندرہویں صدی عیسوی) کی قانون علمی وعملی موسیقی کا تاجیکی فارسی قلمی نسخہ جو حال ہی میں روسی رسم الخط میں شائع ہوا ہے۔ دیکھئے: Preparation, research, manuscript's facsimile and notes by A. Rajabov; Supplemented with the {partial} translation into Russian by A.A. Semenov {(1940), in facsimile}; Preparation and preface by K. S. Aini, Dushnabe, 1987. ۔ جے۔ ڈیورنگ نے اپنے تبصرے مطبوعہ Abstracta Iranica, 1989, Vol. 12, Entry No. 1017, p. 279 میں اسے عبدالقادر مراغی (جسے وسط ایشیا میں 'عبدالقادر گوینده' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) کی جامع الالحان اور اس کے ملخص مقاصد الالحان کی ترتیب نو قرار دیا ہے۔

۵۱۔ رضا لائبریری، رام پور میں فارسی مخطوطات کی غیر مطبوعہ قلمی فہرست میں ''شعبہ موسیقی'' کے تحت متعدد ایسے متون کا ذکر ہے تاہم ان کے مندرجات کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ رک: فٹ نوٹ نمبر۲۲

۵۲۔ رک: Descriptive Catalogue of Arabic & Persian Manuscripts, [Gujrat Vidya Sabha Collection and Aparao Bholanath Collection], Part I, compl. and

ed. C.R. Naik, Ahmedabad, 1964, No. 122, (f), p. 140.

۵۳۔ محولہ بالا (g), pp. 140-1

۵۴۔ رک: W. Ivanov, Concise Descriptive Catalogue of the Persian Manuscripts in the Collection of the Asiatic Society of Bengal, in Calcutta, First Supplement, Calcutta, 1927, No. 918, p. 115.

۵۵۔ محولہ بالا

۵۶۔ تفصیلات اور حوالہ جات کے لئے رک: Delvoye, Inventaire, op. cit., pp. 24-9

۵۷۔ مثلاً نواب عبدالرحمان شاہنواز خان ہاشمی بنبنی (؟) دہلوی (۱۲۱۸/۱۸۰۳) کی مرآۃ آفتاب نما جس میں ابتداے آفرینش سے لیکر شاہ عالم کے دور حکومت (۱۲۰۲/۱۷۸۷) کے واقعات کا ذکر ہے۔ بوڈلین لائبریری میں موجود دو (۲) مخطوطات کے لئے دیکھئے: Sachau-Ethe, op.cit., No. 120 and No. 121. ۔ برٹش میوزیم لندن میں موجود مخطوطات کے لئے دیکھئے: Rieu, op.cit., Nos. 131b,132b,133a, etc

۵۸۔ رک: Ethe, op. cit., Vol. I, No. 793, pp. 522-3, Chapter XIX, fols. 187a-90a علاوہ ازیں دیکھئے: Sachau-Ethe, op.cit., No. 464, pp. 432-3, Chapter XV, fols. 124b-7b.

۵۹۔ تحفۃ الہند مولفہ مرزا خان کے لئے دیکھئے: Marshall, op.cit., No. 1068, pp. 295-6 ۔علاوہ ازیں رک: Ethe, op. cit., Vol. I, No. 2011-3, pp. 1117-9 ۔نیز اٹھارہویں صدی (نصف اول) کے ایک خطی نسخے مذکورہ Blochet, op.cit., No. 235, p. 190 کے لئے دیکھئے: Bibliotheque Nationale, Paris (Suppl. Persan No. 387) ۔اسی طرح F. Richard کی جانب سے تا حال غیر مطبوعہ ایک نوٹ بھی مجھے موصول ہوا ہے جو جلد ہی Catalogue des Manuscripts Persans de la Bibliotheque Natinale, op. cit., کے حصہ دوم میں شائع ہوگا۔ فارسی ایڈیشن کے لیے رک: N.H. Ansari, Vol. I, Tehran, 1968; Vol II, 2 Parts, Delhi, Persian Research Journal, Department of Persian, Univ. of Delhi, 1983. ۔مزید دیکھئے: M. Ziauddin, Mirza Khan's Grammer of the Braj Bhakha, Calcutta, 1935 (on music: pp. 23-8) ۔نیز محولہ بالا نجمہ پروین احمد، ص ۵۵۔۳۴

۶۰۔ رک: Delvoye, "The Image of Akbar and His Age", Aligarh Muslim University, (Oct. 1992), Forthcoming in Medieval India, ed. I. Habib, Vol. II, Delhi, 1994.

۶۱۔ رک: Khwaja Nizam al-din Ahmad, Tabaqat-i-Akbari, Persian edn. by B. De, in Three vols., Calcutta, 1913-35; English Transl. by B. De, rev. and ed. by B. Prasad, for the 3rd Vol., Calcutta, 1927-39, Vol. III, Part II, Section IX, account 8, pp. 652-72, on music, pp. 657-60.

۶۲۔ وسطی دور کے گجرات کی سماجی وثقافتی تاریخ اور کتابیاتی جائزے کے لئے رک: Delvoye, "Indo-Persian Texts on the Artistic Patronage of the Sultans of Gujrat, 14th-16th c.", op. cit.

۶۳۔ رک: Mas'ud Sa'd Salman, Divan, ed. R. Yasmi, Tehran, n.d., qouted in A. Schimmel, Islamic Literatures of India, Wiesbaden, 1973, p. 11.

۶۴۔ رک: Siddiqui, Perso-Arabic Sources, op. cit., quotation p. 73 and Chapter 3, pp. 53-77.

۶۵۔ مزید کتابیاتی حوالوں کے لئے دیکھئے: M. Habib, Life and Works of Hazrat Amir Khusrau of Delhi, Aligarh, 1928; M.W. Mirza, The Life and Works of Amir Khusrau (1935), Delhi, repr., 1974; Life, Times and Works of Amir Khusrau Dehlavi, ed., Z. Ansari, New Delhi, 1975; "Khusrau Nama", Persian Research Journal, Special Number, ed. S.M. Ahmad, Delhi, Department of Persian, University of Delhi, 1988 (in Persian). امیر خسرو اور موسیقی کے لئے دیکھئے: Sarmadee, "Musical Genius of Amir Khusrau", Amir Khusrau Memorial Volume, New Delhi, 1975, pp. 33-61; وہی مصنف: "About Music and Amir Khusrau's own Writings on Music", Life, Times and Works of Amir Khusrau Dehlavi, published Hasnuddin Ahmad, New Delhi, 1975, pp. 241-64 and "Ghazal aur Sarud-i-Ghazal", Khusrau Shinasi, ed. Z. Ansari, New Delhi, 1975; S.Q. Fatimi, "Amir Khusrau's Contribution to Indo-Musliam Music", Islamabad, Oct. 1975, pp. 3-39. علاوہ ازیں دیکھئے: Chander Shekhar, "Tausif-i-alat-i-musiqi dar asar-i Amir Khusrau Dehlavi", Persian Research Journal, Department of Persian, University of Delhi, 1088, pp. 148-65 (in Persian)

۶۶۔ موسیقی کے بارے میں امیر خسرو سے منسوب متون کے لئے رک: I'jaz-i-Khusravi, Lithograph,

Lukhnow, 1876-77, Risala II, Khatt 9, harf iii, pp. 275-91. ۔ پروفیسر نذیر احمد (علی گڑھ) کی زیر نگرانی تین اداروں Amir Khusrau Society of America, the Smithsonian Institution and Sahitya Akademi کے تعاون سے اعجاز خسروی کے ترجمے کے ایک منصوبے پر بھی کام جاری ہے۔

۶۷۔ رک: Siddiqui, Perso-Arabic Sources op. cit., Chapter 5, pp. 90-9-101; description of manuscripts, Note 2, p. 98. ۔مزید دیکھئے: S.H. Askari, "Historical value of Basatin-ul-Uns, A Rare Literary Work of the Early 14th Century", The Journal of the Bihar Research Society, Jan-Dec. 1962, XLVIII, Parts I-IV, pp. 1-29; description of other available manuscripts, p. 3.

۶۸۔ بساطین الانس میں موسیقی کے ذکر کے لئے رک: Askari, op.cit., pp. 19-29.

۶۹۔ رک: Delvoye, "The Verbal Content of Dhrupad Songs from the Earliest Collections: II. The Kitab-i-Nauras of Ibrahim Adil Shah II...", op.cit., Parts I and II.

۷۰۔ محولہ بالا (۱۹۹۳)، صفحات ۱۰، ۱۱ اور ۱۴، نیز صفحہ ۱۸ کے بالمقابل تصویر۔ مزید دیکھئے: M. Zebrowski, Deccani Painting, London, 1983; Indian edn., New Delhi, 1983, pp. 67-121.

۷۱۔ دھرپد کے ابتدائی مجموعوں میں سے شاعری، موسیقی اور خطاطی کے عظیم سرپرست ابراہیم عادل شاہ ثانی سلطان آف بیجاپور (۱۶۲۷۔۱۵۸۰ء) کی تالیف کتاب نورس ایک عمدہ کتاب ہے جس میں دھرپد سے مشابہ ۵۹ منظومات اور ۱۷ دوہڑے دکنی زبان میں موزوں کئے گئے ہیں جن سے دکنی زبان کے ساتھ ساتھ دوسری مقامی زبانوں کے کچھ اوصاف پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ ۱۹۵۶ء میں چھپنے والے تنقیدی ایڈیشن مع انگریزی ترجمہ کی تیاری میں نذیر احمد (مرتب) نے ہندوستان کی مختلف لائبریریوں میں موجود اس کتاب کے دس (۱۰) خطی نسخوں میں سے بیشتر کو سامنے رکھا۔ دیکھئے فٹ نوٹ نمبر ۱۹۔ مزید رک: Delvoye, "The Verbal Content of Dhrupad Songs: II. The Kitab-i-Nauras of Ibrahim Adil Shah II...", op.cit., Parts I and II.

۷۲۔ رک: P.L. Sarma, Sahasarasa, Nayak Bakshu ke dhrupadon ka sangrah, New Delhi, 1972 and Sharma, "Sahasarasa (A compilation of Dhrupad Texts Ascribed to Bakshoo), Synopsis of a Treatise", Indian Music Journal, 1972-73-74, Vols. VIII-IX-X, Nos. 15-20, pp. 41-48; ۔مزید دیکھئے: Delvoye, "The Verbal Content of Dhrupad Songs from the Earliest

Collections: I. The Hazar Dhrupad or Sahasras, a collection of 1004 dhrupads attributed to Nayak Bakshu", Dhrupad Annual 1990, pp. 93-109 and Delvoye, "Les chants dhrupad en langue braj des poetes-musiciaens de l'Inde Moghole", op. cit., pp. 170-74.

۷۳۔ Qand-e-Parsi, ed. S.H. Qasmi, New Delhi, Culturasl Counsellor, Embassy of the I.R. of Iran. (زیر طبع)

۷۴۔ خطی نسخوں کے حوالہ جات کے لئے رک: Storey, op.cit., No. 712, pp. 553-4۔ منتخب اقتباسات کے انگریزی ترجمے کے لئے رک: H.M. Elliot and J. Dowson, The History of India as told by its Own Historians (1867-77), Delhi, Repr., 1990, Vol. 6, pp. 150-74, especially pp. 162-64۔ مزید دیکھئے: P.M. Joshi, "Asad Beg's MIssion to Bijapur, 1603-1604", Mahamahopadhyaya Prof. D.V. Potdar Sixty First Birthday Commemmoration Volume. Studies in Historical and Indological Research..., ed. S.N. Sen, Poona, 1950, pp. 184-96.

۷۵۔ ایضاً

۷۶۔ رک: Mahmud b. Amir Wali Balkhi, The Bahr-ul-Asrar, Travelogue of South Asia, Intro., ed. & annot. Riazul Islam, Karachi, 1980۔ مزید دیکھئے: I. Hussain, "Hindu Shrines and Practices as Described by a Centarl Asian Traveller in the First half of the 17th Century", Meideval India I. Researches in the History of India, 1200-1750, ed. I. Habib, Delhi, 1992, pp. 141-53۔ نیز ملاحظہ کیجئے: S. Digby, "Some Asian Wanderers in Seventeenth Century India: An Examination of Sources in Persian", Studies in History, 1993, Vol. 9, No. 2, pp. 247-64.

۷۷۔ خطی نسخوں کے حوالہ جات کے لئے رک: Storey, op.cit., No. 1532, pp. 1118-9، نیز مرقع دہلی از درگاہ قلی خان کا فارسی ایڈیشن مرتبہ نورالحسن انصاری (دہلی ۱۹۸۱ء) بالخصوص ''ارباب طرب'' والا باب، ص ۱۱۳۔۸۱؛ انگریزی ترجمے کے لئے دیکھئے: Muraqqa-e-Dehli, The Mughal Capital in Muhammad Shah's Time, with introduction and notes by Chander Shekhar and S.M. Chenoy, Delhi, 1989, especially pp. 75-125۔ مزید دیکھئے: S.P. Blake, Shahjahanabad,

The Sovereign City in Mughal India, 1639-1739, Cambridge, 1991, pp. 57 ff., passim, especially pp. 150-60. تاہم ''پاپولر کلچر'' کے بارے میں مولف کی تفہیم درست نہیں۔ مزید دیکھئے: M. Trivedi, "An Appraisal of the Musical Arts at Shahjahanabad during the First Half of the Eighteenth Century", Art and Culture, Felicitation Volume in Honour of Professor S. Nur-ul-Hasan, eds., A.J. Qaisar and S.P. Verma, Jiapur, pp. 95-103.

۷۸۔ مغل دور کی مصوری پر لاتعداد مطبوعہ کتب کے لئے، جن میں سے کچھ فرانس میں بھی چھپی ہیں اور شاید ہندوستان میں زیادہ معروف نہیں، دیکھئے: A la cour du Grand Moghol, Catalogue of an Exhibition in the Bibliotheque Nationale, Paris, 1986, بالخصوص فنون کی سرپرستی کے حوالے سے F. Richard کا ابتدائیہ (ص ۲۱۔۱۵) نیز ملاحظہ کیجئے: "Des princes bibliophiles", pp. 153-60۔ مصور راگ مالاؤں کے لئے دیکھئے: G. Colas, "La guirlande des Raga-s", pp. 163-83۔ نیز رک: Miniatures de l'Indes imperiale Les peintres de la cour d'Akbar (1556-1605), Catalogue of an Exhibition at the Musee Guimet, Paris, 1989 and M.C. David & J. Soustiel, Miniatures orientales de l'Inde - 4, Catalogue of an Exhibition at the Galerie Jean Soustiel, Paris, 1986, pp. 4-22۔ مصور متن کی مثال دیکھنا ہو تو برٹش میوزیم (شمارہ Or. 12.857) کے تحت عبدالکریم بن فرید کی دکنی اردو میں تالیف شدہ جواہر الموسیقات محمدی ملاحظہ کیجئے جس میں مصوری کے دکنی دبستان کی نمائندہ اڑتالیس (۴۸) تصاویر محمد عادل شاہ (دور حکومت ۵۶۔۱۶۲۷ء) بن ابراہیم عادل شاہ ثانی کو معنون کی گئی ہیں۔ دیکھئے: Zebrowski, op.cit., pp. 62-3.

۷۹۔ رک: Muhammad Hashim, Khafi Khan, Muntakhab al-Lubab, Persian edn., Calcutta, 1860-74, passage quoted, Vol. II, p. 213; English Transl., The History of India as Told by its Own Historians, op. cit., Vol. 7, pp. 207-533; passge quoted, pp. 283-4۔ مزید دیکھئے: N. Manucci, Mogul India or Storia do Mogor, English Transl. by William Irvine, Four Vols., (1907-08), Repr., Delhi, 1990, Vol. pp. 5-6۔ یہ واقعہ برصغیر کی موسیقی پر لکھی گئی متعدد معیاری کتب میں بھی مذکور ہے۔ مثلاً دیکھئے: F. Tupper, Musiques de l'Inde du Nord. Guide d'Ecoute & Discographie : CD, Paris, 1993, p. 103۔ تاہم اورنگزیب کے دربار میں گانے اور رقص کرنے والی خاتون کے بارے میں

تفصیلات کے لئے دیکھئے: Manucci, op. cit., Vol. II, pp. 312-4.

۸۰۔ رک: H.S. Powers, op. cit.

۸۱۔ رک: Ghunyat al-Munya, op. cit., Book 1, Chapter II, pp. 51-65 ۔ نیز رک: Abu'l Fazl, A'in-i-Akbari, Persian edn. by H. Blochman, Calcutta, 1877, Vol. II, pp. 140-42; English Transl. by H.S. Jarret, Repr. New Delhi, 1978, Vol. III, pp.268-71.

۸۲۔ درست املا اور اعراب کی عمدہ مثالوں کے لئے محولہ بالا غنیۃ المنیہ اور تحفۃ الہند ملاحظہ کیجئے۔

۸۳۔ مثلاً رک: مرزا خان، تحفۃ الہند، محولہ بالا، ص ۶۲۔۳۳۶